قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 20/ مارچ 2023ء | 27/ شعبان 1444 ہجری قمری | 20/ امان 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:67

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے تعلق قائم کرے تو اس وقت یہ دعا مانگے:

اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا

یعنی اے میرے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور اس بچے کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ جو تو ہمیں عطا فرمائے۔

نبی کریم ﷺ نے مزید فرمایا کہ جو بھی یہ دعا مانگے گا اگر ان کے لئے کوئی بچہ مقدر ہوا تو وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب الدعوات باب ما یقول اذا اتیٰ اھلہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

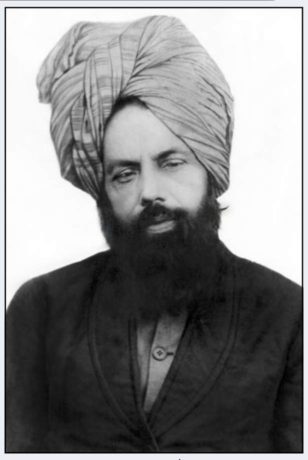

ازواج اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کرنے کا ذریعہ

ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وُہ اولاد کی تربیت اور ان کو عُمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں، نہ کبھی اُن کے لیے دُعا کرتے ہیں اور نہ مراتبِ تربیت کو مدِّنظر رکھتے ہیں۔

میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لیے دُعا نہیں کرتا۔ بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بُری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتداء میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں، تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے ہیں...

لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں، مگر نہ اس لیے کہ وہ خادمِ دین ہو بلکہ اس لیے کہ دنیا میں ان کا کوئی وارث ہو اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو دُرست کیا جاتا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہوسکتا جو اقرب تعلّقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی اُمیّد اس سے کیا ہوسکتی ہے؟۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے رَبَّنَا ھَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ وَّ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا (الفرقان:75) یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچّوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسّر آسکتی ہے کہ وُہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عِبادُ الرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شَے پر مقدّم کرنے والے ہوں اور آگے کھول کر کہہ دیا وَاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا اولاد اگر نیک اور متّقی ہو تو ان کا امام ہی ہو گا۔ اس سے گویا متّقی ہونے کی بھی دُعا ہے۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 562-563 ایڈیشن 1988ء)

بیوی بچوں کے لئے دعا کی تاکید

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں یہ دُعا سکھائی ہے کہ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ (الاحقاف:16)

میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دُعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دُعا کرتے رہنا چاہیئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 456-457 ایڈیشن 1988ء)

ارشاد باری تعالیٰ

وَوَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ اِحۡسٰنًا ؕ حَمَلَتۡہُ اُمُّہٗ کُرۡہًا وَّوَضَعَتۡہُ کُرۡہًا ؕ وَحَمۡلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوۡنَ شَہۡرًا ؕ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَۃً ۙ قَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚۛ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۱۶﴾

(الاحقاف:16)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا۔ اور اُس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہوگیا تو اس نے کہا اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کرسکوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذرّیّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

فرمان خلیفۂ وقت

اولاد کی خواہش اور پیدائش سے پہلے مرد عورت دونوں نیکیوں پر عمل پیرا ہوں

ایک جگہ حضرت زکریا علیہ السلام کے ذریعہ دعا سکھائی اور وہ دعا یہ ہے کہ رَبِّ ھَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً ۚ اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ (آل عمران:39) اے میرے رب! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت، اولاد عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعائیں سننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود یہ دعا سکھائی کہ مَیں دعائیں سننے والا ہوں۔ اس لئے تم بھی کہو کہ اے اللہ تُو دعا سننے والا ہے۔ اس لئے ہماری دعائیں قبول کر اور ہمیں پاک اولاد بخش۔

پس جب پاکیزہ اولاد کی خواہش ہو تو اس کے لئے دعا بھی ہونی چاہئے لیکن ساتھ ہی ماں باپ کو بھی ان پاکیزہ خیالات کا اور نیک اعمال کا حامل ہونا چاہئے جو نیکوں اور انبیاء کی صفت ہیں۔ ہر ماں اور باپ کو وہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض دفعہ مائیں دینی امور کی طرف توجہ دینے والی ہوتی ہیں، عبادات کرنے والی ہوتی ہیں تو مرد نہیں ہوتے۔ بعض جگہ مرد ہیں تو عورتیں اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر رہیں۔ اولاد کے نیک ہونے اور زمانے کے بد اثرات سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ اولاد کی خواہش اور اولاد کی پیدائش سے بھی پہلے مرد عورت دونوں نیکیوں پر عمل کرنے والے ہوں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ جولائی 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- سرائے خام (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

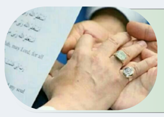

دربارِ خلافت

حضرت مسیح موعودؑ کا خدائی وعدوں کے مطابق اپنی آمد کا ذکر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آج 23/مارچ ہے اور یہ دن جماعت میں یوم مسیح موعود کے حوالے سے یاد کیا جاتا ہے۔ یوم مسیح موعود کے جلسے بھی جماعتیں اس دن کی مناسبت سے منعقد کرتی ہیں۔ آئندہ دو دنوں میں ہفتہ اتوار، weekend آ رہا ہے۔ بہت سی جماعتیں یہ جلسے منعقد کریں گی اور اس میں اس کی تاریخ، پس منظر، سارا کچھ بیان کیا جائے گا۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات پیش کروں گا جن میں آپ نے مسیح موعود کی بعثت کے مقصد اور ضرورت اور مقام کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔ آپ کے دعوے کے بعد نام نہاد مسلمان علماء نے عامۃ المسلمین کو آپ کے خلاف بھڑکانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ انتہائی کوشش کی۔ جس حد تک وہ جا سکتے تھے گئے اور اب تک یہی کر رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تائید سے آپ کی جماعت ترقی کر رہی ہے اور نیک فطرت لوگ جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدائی وعدوں کے مطابق اپنی آمد کا ذکر کرتے ہوئے اور یہ اعلان فرماتے ہوئے کہ میں ہی آنے والا مسیح موعود ہوں فرماتے ہیں کہ:

توحید حقیقی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عفّت، عزّت اور حقّانیت اور کتاب اللہ کے منجانب اللہ ہونے پر ظلم اور زُور کی راہ سے حملے کئے گئے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا نہیں ہونا چاہئے کہ اس کاسر الصلیب کو نازل کرے؟ (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس زمانے میں حملے عیسائیوں کی طرف سے ہو رہے تھے۔) فرماتے ہیں کیا خدا تعالیٰ اپنے وعدہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) کو بھول گیا؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے وعدے سچے ہیں۔ اس نے اپنے وعدہ کے موافق دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے۔ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا مگر خدا تعالیٰ اس کو ضرور قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں۔ چاہو تو قبول کرو۔ چاہو تو ردّ کرو۔ مگر تمہارے ردّ کرنے سے کچھ نہ ہو گا۔ خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے براہین میں فرما دیا ہے صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ وَکَانَ وَعۡدًا مَّفۡعُوۡلًا (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 206۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) یعنی اللہ اور اس کے رسول کی بات سچی نکلی اور خدا کا وعدہ پورا ہوا۔

پھر ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ: منہاج نبوت پر اس سلسلہ کو آزمائیں اور پھر دیکھیں کہ حق کس کے ساتھ ہے۔ خیالی اصولوں اور تجویزوں سے کچھ نہیں بنتا۔ اور نہ مَیں اپنی تصدیق خیالی باتوں سے کرتا ہوں۔ مَیں اپنے دعویٰ کو منہاجِ نبوت کے معیار پر پیش کرتا ہوں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اسی اصول پر اس کی سچائی کی آزمائش نہ کی جاوے۔ فرماتے ہیں کہ جو دل کھول کر میری باتیں سنیں گے مَیں یقین رکھتا ہوں کہ فائدہ اٹھاویں گے اور مان لیں گے۔ لیکن جو دل میں بخل اور کینہ رکھتے ہیں ان کو میری باتیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں گی۔ ان کی تو اَحۡوَل جیسی مثال ہے۔ (یعنی وہ شخص جو بھینگا ہوتا ہے جس کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔) جو ایک کے دو دیکھتا ہے۔ اس کو خواہ کسی قدر دلائل دیئے جائیں کہ دو نہیں ایک ہی ہے وہ تسلیم ہی نہیں کرے گا۔ کہتے ہیں (آپ مثال دیتے ہیں) کہ ایک اَحۡوَل خدمتگار تھا۔ (بھینگا آدمی کسی شخص کا خدمت کرنے والا تھا ملازم تھا۔) آقا نے (اس کو) کہا کہ اندر سے آئینہ لے آؤ۔ وہ گیا اور واپس آ کر کہا کہ اندر تو دو آئینے پڑے ہیں۔ کونسا لے آؤں؟ آقا نے کہا کہ ایک ہی ہے۔ دو نہیں۔ اَحۡوَل نے کہا تو کیا مَیں جھوٹا ہوں؟ (اس کے) آقا نے کہا اچھا ایک کو توڑ دے۔ جب توڑا گیا تو اسے معلوم ہوا کہ درحقیقت میری غلطی تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ مگر اِن اَحۡوَلوں کا جو میرے مقابل ہیں کیا جواب دوں؟ فرماتے ہیں کہ غرض ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ بار بار اگر کچھ پیش کرتے ہیں تو حدیث کا ذخیرہ جس کو خود یہ ظن کے درجہ سے آگے نہیں بڑھاتے۔ ان کو معلوم نہیں کہ ایک وقت آئے گا کہ ان کے رطب و یابس امور پر لوگ ہنسی کریں گے۔ (جو اوٹ پٹانگ باتیں یہ کرتے ہیں اس پر لوگ ہنسی کیا کریں گے۔) فرماتے ہیں یہ ہر ایک طالبِ حق کا حق ہے کہ وہ ہم سے ہمارے دعویٰ کا ثبوت مانگے۔ (بڑی صحیح بات ہے ثبوت مانگنا چاہئے۔ اس پر ہر ایک کا حق ہے۔) اس کے لئے ہم وہی پیش کرتے ہیں جو نبیوں نے پیش کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ، عقلی دلائل یعنی موجودہ ضرورتیں جو مُصلح کے لئے مستدعی ہیں۔ پھر وہ نشانات جو خدا نے میرے ہاتھ پر ظاہر کئے مَیں نے ایک نقشہ مرتب کر دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے ایک نقشہ مرتب کر دیا ہے اس میں ڈیڑھ سو کے قریب نشانات دیئے ہیں جن کے گواہ ایک نوع سے کروڑوں انسان ہیں۔ بیہودہ باتیں پیش کرنا سعادتمند کا کام نہیں۔ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا تھا کہ وہ حَکَم ہو کر آئے گا۔ (یعنی مسیح موعود جب آئے گا تو وہ حَکَم ہو گا) اس کا فیصلہ منظور کرو۔ (وہ فیصلہ کرنے والا ہو گا اس کا فیصلہ منظور کرو۔) جن لوگوں کے دل میں شرارت ہوتی ہے وہ چونکہ ماننا نہیں چاہتے ہیں اس لئے بیہودہ حجتیں اور اعتراض پیش کرتے رہتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ آخر خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اگر میں افترا کرتا تو وہ مجھے فی الفور ہلاک کر دیتا۔ مگر میرا سارا کاروبار اس کا اپنا کاروبار ہے۔ اور میں اسی کی طرف سے آیا ہوں۔ میری تکذیب اس کی تکذیب ہے۔ اس لئے وہ خود میری سچائی ظاہر کر دے گا۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 34-35۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

(خطبہ جمعہ 23/ مارچ 2018ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

سرائے خام

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

دنیا کی حرص و آز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں
نقصاں جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں

زر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگاتے ہیں
ہوتے ہیں زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہیں

جب اپنے دلبروں کو نہ جلدی سے پاتے ہیں
کیا کیا نہ ان کے ہجر میں آنسو بہاتے ہیں

پر ان کو اس سجن کی طرف کچھ نظر نہیں
آنکھیں نہیں ہیں کان نہیں دل میں ڈر نہیں

ان کے طریق و دھرم میں گو لاکھ ہو فساد
کیسا ہی ہو عیاں کہ وہ ہے جھوٹ اعتقاد

پر تب بھی مانتے ہیں اسی کو بہر سبب
کیا حال کردیا ہے تعصب نے ہے غضب

دل میں مگر یہی ہے کہ مرنا نہیں کبھی
ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی

اے غافلاں وفا نہ کند ایں سرائے خام
دنیائے دوں نماند و نماند بکس مدام

سرمہ چشم آریہ صفحہ 89 مطبوعہ 1886ء

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17/ مارچ 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

یاد رکھنا چاہئے کہ ہم تو قرآن شریف پیش کرتے ہیں جس سے جادو بھاگتا ہے، اِس کے بالمقابل کوئی باطل اور سحر نہیں ٹھہر سکتا، ہمارے مخالفوں کے ہاتھ میں کیا ہے جس کو وہ لئے پھرتے ہیں؟ یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف وہ عظیم الشان حربہ ہے کہ اُس کے سامنے کسی باطل کو قائم رہنے کی ہمت ہی نہیں ہوسکتی، یہی وجہ ہے کہ کوئی باطل پرست ہمارے سامنے اور ہماری جماعت کے سامنے نہیں ٹھہرتا اور گفتگو سے انکار کر دیتا ہے، یہ آسمانی ہتھیار ہے جو کبھی کُند نہیں ہوسکتا

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ نیز سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد گزشتہ خطبات کے تسلسل میں قرآن کریم کے مقام و مرتبہ اور محاسن کا مزید تذکرہ فرمایا۔

قرآن کے نزدیک مذہب کا تصرف انسانی قویٰ پر کیا ہے؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں: انجیل نے اِس کا کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ انجیل حکمت کے طریقوں سے دُور ہے لیکن قرآن شریف بڑی تفصیل سے بار بار اِس مسئلہ کو حل کرتا ہے کہ مذہب کا یہ منصب نہیں ہے کہ انسانوں کی فطرتی قویٰ کو تبدیل کرے اور بھیڑئے کو بکری بنا کر دکھلائے (یعنی طاقتور کو بالکل ہی کمزور بنا کر دکھائے) مگر مذہب کی صرف علت غائی یہ ہے کہ جو قویٰ اور ملکات فطرتًا انسان کے اندر موجود ہیں (جو صلاحیتیں اور طاقتیں اللہ تعالیٰ نے اُسے دی ہوئی ہیں) اُن کو اپنے محلّ اور موقع پر لگانے کے لئے رہبری کرے۔ کوئی بھی قوت بُری نہیں بلکہ افراط اور تفریط اور بد استعمالی بُری ہے اور جو شخص قابل ملامت ہے وہ صرف فطری قویٰ کی وجہ سے قابل ملامت نہیں بلکہ اُن کی بد استعمالی کی وجہ سے قابل ملامت ہے۔

آپؑ کا مقصد بعثت صداقت قرآن کو ثابت اور قائم کرنا ہے

آپؑ فرماتے ہیں: یہ بات واقعی سچی ہے کہ جو مسلمان ہیں یہ قرآن کو بالکل نہیں سمجھتے لیکن اب خدا کا ارادہ ہے کہ صحیح معنی قرآن کے ظاہر کرے۔ خدا نے مجھے اِسی لئے معمور کیا ہے اور مَیں اِس کے الہام اور وحی سے قرآن شریف کو سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کی ایسی تعلیم ہے کہ اِس پر کوئی اعتراض نہیں آ سکتا اور معقولات سے ایسی پُر ہے کہ ایک فلاسفر کو بھی اعتراض کا موقع نہیں ملتا۔

عظمت قرآن شریف

آپؑ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: قرآن شریف پر تدبر کرو اُس میں سب کچھ ہے، نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے کہ جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اِس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں، انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ یہ فخر قرآن مجید کو ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اُس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے، اِس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعاء کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اُس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

وظائف کی بجائے تدبر قرآن شریف پر وقت صَرف کرو

آپؑ فرماتے ہیں: رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے، اِس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے، بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اُس نے صَرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبر میں لگا دے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے بیان فرمایا! لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ وظیفہ بتادیں، چھوٹی سی بات بتادیں تا کہ اُسی میں ہم وقت لگائیں، آپؑ نے فرمایا کہ نہیں! قرآن شریف پر غور کرنے پر وقت لگاؤ۔

قرآن شریف کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے

غیر احمدی مسلمانوں میں تو بہت سی بدعات اِس ذریعہ سے راہ پا گئی ہیں لیکن بعض احمدی بھی اِس کے زیر اثر آ گئے ہیں، اِس لئے ہمیں بچنا چاہئے اور قرآن شریف کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ اگلے ہفتہ جمعرات سے اِنْ شَآءَ اللّٰہُ یا بدھ سے بعض جگہ رمضان بھی شروع ہو رہا ہے تو اِس رمضان میں خاص طور پر قرآن کریم کو پڑھنے، پڑھانے اور سمجھنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے

آپؑ فرماتے ہیں: دل کی اگر سختی ہو تو اُس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے، جہاں جہاں دعاء ہوتی ہے وہاں مؤمن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمت الٰہی میرے بھی شامل حال ہو، قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چل کر ایک اور قسم کا پھول چنتا ہے۔ پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے۔

یہی پھول ہیں جو اِس باغ سے انسان چنتا ہے

حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! آپؑ نے فرمایا کہ اِس سے روحانی ترقی ہوتی ہے کہ احکامات اور نواہی کو انسان اپنے اوپر لاگو کرے جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیئے ہیں کرنے کے اُن کو کرے، جن سے روکا ہے اُن سے رکنے کی کوشش کرے، اِس چیز کو دیکھے یہی پھول ہیں جو اِس باغ سے انسان چنتا ہے۔ سورۂ یٰسین کی مثال دیتے ہوئے آپؑ بیان فرماتے ہیں: بعض لوگ تو اِس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ اپنی علمیت کے زعم میں قرآن کریم کی بعض سورتوں کے متعلق کہتے ہیں کہ فلاں طریق پر پڑھو تو برکت ہو گی ورنہ نہیں، یہ باتیں تو خدائی کے دعوے ہیں، پس اِس قسم کی باتوں سے ہمیں خاص طور پر پرہیز کرنا چاہئے۔ اکثریت تو عامۃ المسلمین کی جاہل ہے، نام نہاد علماء اُن کو جس طرف لے جاتے ہیں وہ چل پڑتے ہیں اور بدعات پھیلتی چلی جاتی ہیں لیکن اِس کے باوجود الزام ہم پر کہ ہم قرآن کریم کی تحریف کرتے ہیں۔

قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے

آپؑ فرماتے ہیں: جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ جس قدر وہ قرآن شریف سے دُور جا رہے ہیں اِسی قدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دُور جا رہے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا! پس ایک مؤمن کو مقصد صرف دنیا کمانا نہیں رکھنا چاہئے بلکہ جو اللہ تعالیٰ نے مقصد پیدائش انسان کا بتایا ہے کہ صحیح عابد بن کر رہنا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنا، اُس کی تلاش ہمیں کرنی چاہئے۔

قرآن شریف کو ذو المعارف کہنا چاہئے

آپؑ فرماتے ہیں: جن لوگوں نے قرآن کریم کو ذو الوجوہ کہا مَیں اُن کو پسند نہیں کرتا اُنہوں نے قرآن شریف کی عزت نہیں کی، قرآن شریف کو ذو المعارف (معارف سے پُر) کہنا چاہئے۔ ہر مقام میں سے کئی معارف نکلتے ہیں اور ایک نقطہ دوسرے نقطہ کا نقیض (توڑ) نہیں ہوتا۔

قرآن شریف بلا ریب غیر محدود معارف پر مشتمل ہے

پھر آپؑ نے فرمایا! ہمارا تو مذہب یہ ہے کہ علوم طبعی جس قدر ترقی کریں گے اور عملی رنگ اختیار کریں گے قرآن کریم کی عظمت دنیا میں قائم ہو گی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اِس حوالہ سے تاکیدی نصیحت فرمائی! پس ہمارے دنیاوی علوم کے تحقیق کرنے والے جو ہیں اُن کو بھی قرآن کریم سے مدد لینی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے ایسے ہیں جو لیتے ہیں، لکھتے بھی ہیں اپنے مضامین اور قرآن کریم کی برتری ثابت کرنی چاہئے کہ کس طرح اِس میں علوم چھپے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر عبد السلام صاحب بھی ہمیشہ اِسی اصول پر کام کرتے رہے۔

پس ہر احمدی کا یہ بھی کام ہے

آپؑ تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یقیناً یاد رکھو! جو گناہ سے باز نہیں آتا وہ مرے گا اور ضرور مرے گا، اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسل کو اِس لئے بھیجا اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید اِس لئے نازل فرمائی کہ دنیا اِس زہر سے ہلاک نہ ہو بلکہ اِس کی تاثیرات سے واقف ہو کر بچ جاوے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! پس ہر احمدی کا یہ بھی کام ہے کہ جہاں وہ اپنی حالت قرآن کریم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے وہاں دنیا کو بھی اِس تعلیم سے آگاہ کرے نیز روحانی اور مادی تباہی سے اُنہیں بچائے۔

کاش کہ یہ بات عامۃ المسلمین کو بھی سمجھ آ جائے

آپؑ فرماتے ہیں: آنحضرتؐ خاتم النبیین ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب، اب کوئی اور کلمہ یا کوئی اور نماز نہیں ہوسکتی، جو کچھ آنحضرتؐ نے فرمایا یا کر کے دکھایا اور جو کچھ قرآن شریف میں ہے اِس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی، جو اِس کو چھوڑے گا وہ جہنم میں جائے گا۔ یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے۔ حضور انور ایدہ نے ارشاد فرمایا! جو یہ عقیدہ رکھتا ہو وہ قرآن کریم اور آنحضرتؐ کی توہین کا مرتکب کس طرح ہوسکتا ہے؟ کاش کہ یہ بات عامۃ المسلمین کو بھی سمجھ آ جائے اور وہ شر پسند علماء کے چنگل سے نکل کر زمانہ کے امام کو پہچاننے والے بنیں۔

دعائیہ تحریک

خطبۂ ثانیہ سے قبل حضور انور ایدہ اللہ نے پاکستان، برکینا فاسو اور بنگلہ دیش کے احمدیوں نیز عمومی ملکی حالات کی بابت دعائیہ تحریک کرتے ہوئے ارشاد فرمایا! دنیا کے ہر ملک میں جہاں جہاں احمدی ہیں اُن کے لئے دعاء کریں۔ رمضان بھی اب شروع ہو رہا ہے، اِس میں جہاں قرآن کریم کو خاص طور پر پڑھنے اور سمجھنے کی طرف توجہ دیں وہاں دعاؤں کی طرف بھی خاص توجہ دیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کی اور رمضان کے فیض سے بھی فیضاب ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24/ فروری 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

اہلِ بدر کو غیر اہلِ بدر پر فضیلت ہے (حضرت علیؓ)

اخلاص و وفا کے پیکر بدری صحابہ حضرت عامر بن ربیعہؓ، حضرت حَرام بن مِلْحانؓ، حضرت سعد بن خولہؓ، حضرت ابوالہیثم بن التیہانؓ، حضرت عاصم بن ثابتؓ، حضرت سَہْلِ بن حُنَیف انصاریؓ، حضرت عمیر بن ابی وقاصؓ اور حضرت قُطبہ بن عامرؓ کے بارے میں بعض روایات کا بیان

حضرت حَرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زخموں سے نکلنے والا خون ہاتھ میں لیا اور اپنے منہ پر ملتے ہوئے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ! فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ
اللہ اکبر! کعبہ کے رب کی قسم! میں نے اپنی مراد پالی

اس (خطبہ) کے بعد بدری صحابہ کے بارہ میں یہ سلسلہ یا جو مَیں بیان کرنا چاہتا تھا وہ ختم ہو جائے گا۔

مخالفانہ حالات کے پیش نظر پاکستان، برکینا فاسو اور الجزائر میں بسنے والے احمدیوں کے لیے دعائیں کرنے اور صدقات پر زور دینے کی تحریک

مکرم محمد رشید صاحب شہید ضلع گجرات، مکرمہ امانی بسام مَحَاوِی صاحبہ اور عزیزم صلاح عبد المعین قطیشں آف اسکندرون، (ترکی) اور مکرم مقصود احمد منیب صاحب (مربی سلسلہ، کوئٹہ، پاکستان) کی وفات پر مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۵﴾
اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

بدری صحابہ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان کے حوالے سے بعض باتوں کا ذکر رہ گیا تھا جو میں بیان کر رہا تھا۔ اس حوالے سے آج بھی بیان کروں گا۔ جس کے بعد

بدری صحابہ کے بارے میں یہ سلسلہ یا جو مَیں بیان کرنا چاہتا تھا وہ ختم ہو جائے گا۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ

کے بارے میں لکھا ہے کہ آپؓ کے والد کا نام ربیعہ بن کعب بن مالک بن ربیعہ تھا۔ آپؓ سے بعض روایات بھی ملتی ہیں۔ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اپنی والدہ حضرت ام عبداللہ لیلیٰ بنت ابوحَثْمہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ ہم حبشہ کی طرف کوچ کرنے والے تھے اور عامر بن ربیعہ ہمارے کسی کام کے سلسلہ میں کہیں گئے ہوئے تھے کہ حضرت عمرؓ جو کہ ابھی حالتِ شرک میں تھے وہاں آ نکلے اور میرے سامنے کھڑے ہو گئے اور ہمیں ان سے سخت تکلیف اور سختیاں پہنچی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا۔ اے ام عبداللہ! کیا روانگی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اللہ کی قسم! ہم اللہ کی زمین میں جاتے ہیں یہاں تک کہ اللہ ہمارے لیے کشادگی پیدا کر دے۔ تم لوگوں نے ہمیں بہت دکھ دیا ہے اور ہم پر بہت سختیاں کی ہیں۔ اس پر

حضرت عمرؓ نے ان سے کہا۔ اللہ تمہارا نگہبان ہو!

وہ کہتی ہیں کہ میں نے اس دن حضرت عمرؓ کی آواز میں وہ رقّت دیکھی جو پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ وہاں سے چلے گئے اور ان کو ہمارے کوچ کرنے نے غمگین کر دیا تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ اتنے میں حضرت عامرؓ اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس آ گئے تو میں نے ان سے کہا اے ابوعبداللہ! کیا آپ نے ابھی عمر اور ان کی رقّت اور دکھ کو دیکھا۔ بتایا ہو گا انہوں نے۔ حضرت عامرؓ نے جواب دیا کہ کیا تُو اس کے مسلمان ہونے کی خواہشمند ہے؟ وہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا ہاں۔ اس پر حضرت عامرؓ نے کہا۔ خطاب کا گدھا مسلمان ہو سکتا ہے مگر وہ شخص جس کو تُو نے ابھی دیکھا ہے یعنی حضرت عمرؓ وہ اسلام نہیں لا سکتا۔ حضرت لَیلیٰ کہتی ہیں کہ حضرت عامرؓ نے یہ بات اُس ناامیدی کی وجہ سے کہی تھی جو ان کو حضرت عمرؓ کے اسلام کی مخالفت اور سختی کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی۔

(اسد الغابہ جزء ۳ صفحہ ۱۱۸ عامر بن ربیعہ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۳ء)
(فضائل الصحابة لامام احمد بن حنبل جزء ۱ صفحہ ۲۷۹، جامعہ القریٰ ۱۹۸۳ء)
(السیرة النبویة لابن ہشام جزء ۱ صفحہ ۳۷۰، دار الکتاب العربی بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء)

حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سَرِیہ نخلہ جس کا نام سریہ عبداللہ بن جحش بھی ہے، یہ غزوۂ بدر سے پہلے کا ہے اس پر روانہ فرمایا اور ہمارے ساتھ حضرت عمرو بن سراقہ بھی تھے اور وہ ہلکے پیٹ والے اور لمبے قد والے تھے۔ راستے میں ان کو شدید بھوک لگی جس کی وجہ سے وہ دہرے ہو گئے اور ہمارے ساتھ چلنے کی استطاعت نہ رکھ سکے اور گر پڑے۔ بھوک کی یہ حالت تھی۔ ہم نے ایک پتھر کا ٹکڑا لے کر ان کے پیٹ پر رکھ کر ان کی کمر کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیا۔ پھر وہ ہمارے ساتھ چل پڑے۔ ہم ایک عرب قبیلے کے پاس پہنچے جنہوں نے ہماری ضیافت کی۔ اس کے بعد آپؓ چل پڑے اور کہا کہ

میں سمجھتا تھا کہ انسان کی ٹانگیں اس کے پیٹ کو اٹھائے ہوئے ہوتی ہیں حالانکہ اصل میں انسان کا پیٹ اس کی ٹانگوں کو اٹھائے ہوئے ہوتا ہے۔

(معرفة الصحابة از علامہ ابونعیم جزء ۱ صفحہ ۲۰۰۴-۲۰۰۵، عمرو بن سراقہ، دار الوطن للنشر)
(سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ صفحہ 330)

جب بھوک کی حالت ہو، فاقہ زدگی ہو، کمزوری ہو پھر انسان چل بھی نہیں سکتا۔

حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعے پر حضرت عامر بن ربیعہؓ اور حضرت سَہلِ بن حُنَیفؓ کو جاسوسی کے لیے روانہ فرمایا۔

(ماخوذ از کنز العمال جزء ۴ صفحہ ۴۷۰ حدیث ۱۱۳۹۹، مؤسسة الرسالة بیروت لبنان، ۱۹۸۵ء)

8/ ہجری میں جنگِ ذاتُ السَّلَاسِل میں حضرت عامر بن ربیعہؓ بھی شامل تھے اور اس میں آپؓ کے بازو پر تیر لگا جس کی وجہ سے آپؓ زخمی ہو گئے۔

(سیر اعلام النبلاء سیرت النبی جزء ۲ صفحہ ۱۴۹، غزوہ ذات السلاسل، الرسالة العالمیة ۱۹۸۵ء)

عبداللہ بن عامر اپنے والد حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے استفسار فرمایا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ فلاں عورت کی قبر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے مجھے کیوں اطلاع نہیں دی؟ لوگوں نے عرض کیا کہ آپؐ سو رہے تھے ہم نے مناسب نہیں سمجھا کہ آپؐ کو جگائیں۔ اس پر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ مجھے اپنے جنازوں کے لیے بلایا کرو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں صفیں بنوائیں اور اس کی نماز جنازہ ادا کی۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد ۲۴ صفحہ ۴۴۳ حدیث ۱۵۶۷۳ مؤسسة الرسالة بیروت) وہیں قبر کے اوپر۔

عبداللہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت عامر بن ربیعہؓ نے بتایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کسی سریہ میں روانہ فرماتے تھے تو ہمارے پاس زادِ راہ صرف کھجور کا ایک تھیلا ہوتا تھا۔ امیر لشکر ہمارے درمیان ایک مٹھی بھر کھجور تقسیم کر دیتے تھے اور آہستہ آہستہ ایک ایک کھجور کی نوبت آ جاتی تھی پھر آہستہ آہستہ وہ بھی ختم ہونے لگتی تھی تو سفر میں پھر ایک کھجور ایک آدمی کو ملا کرتی تھی۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا۔ ابا جان! ایک کھجور کیا کفایت کرتی ہوگی؟ اس سے پیٹ کیا بھرتا ہوگا؟ انہوں نے کہا پیارے بیٹے! ایسا نہ کہو کیونکہ اس کی اہمیت ہمیں اس وقت معلوم ہوتی جب ہمارے پاس وہ بھی نہ ہوتی تھی۔ (ماخوذ از حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء جزء ۱ صفحہ ۱۷۹، دارالفکر بیروت لبنان، ۱۹۹۶ء) یہ تو جو فاقے میں ہو اس سے پوچھو کہ ایک کھجور کی بھی کیا اہمیت ہے۔

جب حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں خیبر کے علاقے سے یہود کو نکال دیا تو وادیٔ قریٰ کی زمینیں آپؓ نے جن لوگوں میں تقسیم فرمائیں ان میں حضرت عامر بن ربیعہ بھی تھے۔ (کتاب اخبار المدینة النبویة از ابوزید عمر بن شبة، جلد ۱ صفحہ ۱۸۱، امر خیبر مطبوعہ دار العلیان)

حضرت عمرؓ جب جَابِیہ تشریف لے گئے، یہ دمشق کے مضافات کی ایک بستی ہے، تو حضرت عامرؓ آپؓ کے ساتھ تھے۔ ایک روایت کے مطابق اس میں حضرت عمرؓ کا جھنڈا حضرت عامرؓ کے پاس تھا۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ جب حج پر تشریف لے گئے تو انہوں نے حضرت عامرؓ کو مدینہ میں اپنا قائمقام مقرر فرمایا۔ (الاصابة فی تمییز الصحابة جلد ۳ صفحہ ۴۶۹، عامر بن ربیعہ، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۵ء) (معجم البلدان جلد ۲ صفحہ ۹۱، زیر لفظ الجابیة، دارصادر بیروت لبنان) (سیر اعلام النبلاء جلد ۲ صفحہ ۳۳۴، عامر بن ربیعہ، الرسالة العالمیة، ۱۹۸۵ء) امیر مقامی مقرر فرمایا۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ کی وفات

کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک آپؓ کی وفات حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ہوئی اور بعض کے مطابق 32/ ہجری میں ہوئی جبکہ بعض کے نزدیک 33/ ہجری میں ہوئی۔ بعض کے نزدیک 36/ ہجری میں اور بعض کے نزدیک 37/ ہجری میں ہوئی۔ علامہ ابن عساکر کے نزدیک 32/ ہجری والی روایت زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ (تاریخ دمشق الکبیر از ابن عساکر جزء ۲۷ صفحہ ۲۲۹، عامر بن ربیعہ، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان، ۲۰۰۱ء)

آپؓ کی وفات کے بارے میں روایت میں یہ بھی بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپؓ اپنے گھر میں رہا کرتے تھے یہاں تک کہ لوگوں کو آپؓ کے بارے میں کوئی خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ جب آپؓ کا جنازہ گھر سے نکلا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۲۹۱، عامر بن ربیعہ، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء)

عبداللہ بن عامر اپنے والد حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے بنوفزارہ کی ایک عورت سے دو جوتے حق مہر پر نکاح کر لیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو جائز قرار دیا۔ یعنی یہ معمولی سا جو حق مہر تھا وہ مقرر کیا تو وہ بھی جائز ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲۴ صفحہ ۴۴۵ روایت نمبر ۱۵۶۷۶ مؤسسة الرسالة بیروت)

عبداللہ بن عامر اپنے والد حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے سفر میں اپنی اونٹنی کی پیٹھ پر رات کو نفل پڑھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرف منہ کیے ہوئے تھے جس طرف اونٹنی آپؐ کو لیے جا رہی تھی۔ (صحیح بخاری کتاب تقصیر الصلوٰۃ باب من تطوع فی السفر...... حدیث ۱۱۰۴)

سفر میں جدھر بھی سواری کا منہ ہو اس طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اندھیری رات میں سفر میں تھا۔ ہم ایک مقام پر اترے تو ایک شخص نے پتھر اکٹھے کیے اور نماز کے لیے جگہ بنائی اور اس میں نماز پڑھی۔ صبح معلوم ہوا کہ ہمارا رخ غیر قبلہ کی طرف تھا۔ قبلے سے الٹا تھا۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ہم نے رات کو قبلے سے ہٹ کر نماز پڑھی ہے۔ اس پر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ (البقرۃ:116) کہ اور اللہ ہی کا ہے مشرق بھی اور مغرب بھی۔ پس جس طرف بھی تم منہ پھیرو وہیں خدا کا جلوہ پاؤ گے۔ (حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء جلد ۱ صفحہ ۱۷۹–۱۸۰، دارالفکر بیروت لبنان، ۱۹۹۶ء) یعنی اگر غلط فہمی سے ہو گیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھانے کے لیے ویسے پڑھ کر سنائی ہو ضروری نہیں ہے کہ اس وقت نازل ہوئی ہو۔ بہرحال یہ روایت حلیۃ الاولیاء کی ہے۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس مرتبہ سلامتی بھیجتا ہے۔ پس اب تمہاری مرضی ہے کہ مجھ پر کم درود بھیجو یا زیادہ درود بھیجو۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عامر بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بندہ مجھ پر سلامتی کی دعا کرتا ہے تو جب تک وہ اسی حالت میں ہوتا ہے فرشتے اس پر سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ پس بندے کے اختیار میں ہے چاہے تو زیادہ مرتبہ سلامتی کی دعا کرے اور چاہے تو کم۔ (حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء جلد ۱ صفحہ ۱۸۰، دارالفکر بیروت لبنان، ۱۹۹۶ء)

پھر اگلا ذکر ہے

حضرت حَرام بن مِلْحَانؓ

کا۔ حضرت حَرام بن مِلْحَانؓ کے بارے میں آیا ہے، ان کی نسل آگے نہیں چلی۔ (الطبقات الکبریٰ الجزء الثالث صفحہ ۲۶۶ حَرام بن مِلْحَان مطبوعہ داراحیاء التراث بیروت)

حضرت عبداللہ بن ابی طلحہؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ حضرت انسؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ماموں حضرت حَرام بن مِلْحَانؓ کو جو اُمّ سُلَیم کے بھائی تھے ستر سواروں کے ساتھ بنو عامر کی طرف بھیجا اور عامر بن طفیل مشرکوں کا سردار تھا۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا تھا۔ اس نے کہا تھا قصباتی لوگ آپؐ کے ہوں گے اور دیہاتی میرے یا یہ کہ میں آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کا جانشین ہوں گا ورنہ میں دو ہزار غطفان کے آدمیوں کو لے کر آپؐ پر حملہ کر دوں گا۔ تو عامر کسی عورت کے گھر طاعون میں مبتلا ہوا۔ کہنے لگا ویسے ہی گلٹیوں کی بیماری ہے جو آلِ سَلُول کی ایک عورت کے گھر میں جوان اونٹ کو ہوئی تھی۔ میرا گھوڑا لاؤ۔ وہ اس پر سوار ہوا اور اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر ہی مر گیا۔ آخر یہ اس کا انجام ہوا۔ اس کے بارے میں انہوں نے شروع میں ذکر کر دیا۔

پھر روایت میں اس کا بھی اور اس کے قبیلے کا بھی ذکر یہ ملتا ہے کہ حضرت اُمّ سلیمؓ کے بھائی حضرت حَرام بن مِلْحَانؓ، ایک لنگڑے آدمی اور ایک اَور آدمی کو جو فلاں قبیلہ سے تھا اپنے ساتھ لے کر بنو عامر کے پاس گئے۔ حَرام نے ان دونوں سے کہا تم قریب ہی رہنا۔ میں ان کے پاس جاتا ہوں۔ اگر انہوں نے مجھے امن دیا تو تم آ جانا اور اگر مجھے قتل کر دیا تو تم اپنے ساتھیوں کے پاس جا کر انہیں بتانا۔ حضرت حَرامؓ نے عامر کے پاس جا کر کہا کیا تم مجھے امن دیتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دوں۔ یہ کہہ کر وہ اس سے باتیں کرنے لگے۔ قبیلے کے لوگوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا وہ اُن کے پیچھے سے آیا اور ان کو تاک کر نیزہ مارا جو ان کے جسم سے آر پار ہو گیا۔

حضرت حَرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زخموں سے نکلنے والا خون ہاتھ میں لیا اور اپنے منہ پر ملتے ہوئے کہا اَللّٰهُ اَكْبَرُ! فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ اللہ اکبر! کعبہ کے رب کی قسم! میں نے اپنی مراد پا لی۔

پھر وہ لوگ دوسرے آدمی کے پیچھے چلے اور اسے مار ڈالا اور پھر باقی قاریوں پر جا کر حملہ کر دیا اور وہ سارے کے سارے مارے گئے سوائے اس لنگڑے آدمی کے جو پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا تھا۔ اللہ نے ہم پر

وہ بات نازل کی۔ پھر اس کا ذکر اذکار موقوف ہو گیا یعنی ہماری طرف سے ہماری قوم کو کہہ دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں۔ وہ ہم سے خوش ہوا اور ہمیں خوش کر دیا۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیس دن ہر صبح ان کے خلاف یعنی رِعل، ذَکوان، بَنُو لَحیَان اور عُصَیَّہ کے خلاف دعا کرتے رہے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کی تھی۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع و رِعل و ذَکوان... حدیث ۴۰۹۱)

بخاری کی ایک اَور روایت جو حضرت انسؓ سے ہے اس کے مطابق نیزے کے بجائے ان کو برچھا مارا گیا تھا۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد باب من ینکب أو یطعن فی سبیل اللہ حدیث ۲۸۰۱)

ایک اَور روایت کے مطابق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک صبح کی نماز میں ان یعنی بنی سُلیم کے دو قبیلوں رِعل اور ذَکوان کے خلاف دعا کرتے رہے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ

یہ قنوت کی ابتدا تھی۔ اس سے قبل ہم قنوت نہیں کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع ورِعل وذَکوان... حدیث ۴۰۸۸)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حفاظ کی شہادت کے واقعے کو بیان فرماتے ہوئے صحابہ کی قربانیوں کے جذبہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ’’ہمیں تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ جنگوں میں اس طرح جاتے تھے کہ ان کو یوں معلوم ہوتا تھا کہ جنگ میں شہید ہونا ان کے لئے عین راحت اور خوشی کا موجب ہے اور اگر ان کو لڑائی میں کوئی دکھ پہنچتا تھا تو وہ اس کو دکھ نہیں سمجھتے تھے بلکہ سکھ خیال کرتے تھے۔ چنانچہ صحابہؓ کے کثرت کے ساتھ اس قسم کے واقعات تاریخوں میں ملتے ہیں کہ انہوں نے خدا کی راہ میں مارے جانے کو ہی اپنے لئے عین راحت محسوس کیا۔ مثلاً وہ حفاظ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وسط عرب کے ایک قبیلہ کی طرف تبلیغ کے لئے بھیجے تھے ان میں سے حَرام بن مِلْحان اسلام کا پیغام لے کر قبیلہ عامر کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس گئے اور باقی صحابہؓ پیچھے رہے۔ شروع میں تو عامر بن طفیل اور اس کے ساتھیوں نے منافقانہ طور پر ان کی آؤ بھگت کی لیکن جب وہ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے اور تبلیغ کرنے لگے تو ان میں سے بعض شریروں نے ایک خبیث کو اشارہ کیا اور اس نے اشارہ پاتے ہی حَرام بن مِلْحان پر پیچھے سے نیزہ کا وار کیا اور وہ گر گئے، گرتے وقت ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ! فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ۔ یعنی مجھے کعبہ کے رب کی قسم! میں نجات پا گیا۔ پھر ان شریروں نے باقی صحابہؓ کا محاصرہ کیا اور ان پر حملہ آور ہو گئے۔ اس موقع پر حضرت ابو بکرؓ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فُہَیرہؓ جو ہجرت کے سفر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ان کے متعلق ذکر آتا ہے بلکہ خود ان کا قاتل جو بعد میں مسلمان ہو گیا تھا وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ ہی یہ بیان کرتا تھا کہ جب میں نے عامر بن فُہَیرہؓ کو شہید کیا تو ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا فُزْتُ وَاللّٰہِ۔ یعنی خدا کی قسم! میں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا ہوں۔ یہ واقعات بتاتے ہیں کہ

صحابہؓ کے لئے موت بجائے رنج کے خوشی کا موجب ہوتی تھی۔‘‘

(ایک آیت کی پُر معارف تفسیر، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 612-613)

پھر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ نجد کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اسے مَیں چھوڑتا ہوں۔ اور اس ضمن میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا حوالہ پیش کر دیتا ہوں۔ یہ ذرا زیادہ تفصیلی ہے۔ وہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ’’ایک شخص اَبُو بَرَاء عامری جو وسط عرب کے قبیلہ بنو عامر کا ایک رئیس تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ آپؐ نے بڑی نرمی سے اور شفقت کے ساتھ اسے اسلام کی تبلیغ فرمائی اور اس نے بھی بظاہر شوق اور توجہ کے ساتھ آپؐ کی تقریر کو سنا مگر مسلمان نہیں ہوا۔ البتہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا کہ آپ میرے ساتھ اپنے چند اصحاب نجد کی طرف روانہ فرمائیں جو وہاں جا کر اہلِ نجد میں اسلام کی تبلیغ کریں اور مجھے امید ہے کہ نجدی لوگ آپؐ کی دعوت کو رد نہیں کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے تو اہلِ نجد پر اعتماد نہیں ہے۔ ابو بَراء نے کہا کہ آپؐ ہرگز فکر نہ کریں۔ میں ان کی حفاظت کا ضامن ہوتا ہوں۔ چونکہ ابو براء ایک قبیلہ کا رئیس اور صاحبِ اثر آدمی تھا آپؐ نے اس کے اطمینان دلانے پر یقین کر لیا اور صحابہ کی ایک جماعت نجد کی طرف روانہ فرما دی۔

یہ تاریخ کی روایت ہے۔ بخاری میں آتا ہے کہ قبائل رِعل اور ذَکوان وغیرہ (جو مشہور قبیلہ بنو سُلَیم کی شاخ تھے) ان کے چند لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا اظہار کر کے درخواست کی کہ ہماری قوم میں سے جو لوگ اسلام کے دشمن ہیں ان کے خلاف ہماری امداد کے لئے (یہ تشریح نہیں کی کہ کس قسم کی امداد، آیا تبلیغی یا فوجی) چند آدمی روانہ کئے جائیں۔ جس پر آپؐ نے یہ دستہ روانہ فرمایا۔ ان دونوں روایتوں کی مطابقت کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ رِعل اور ذَکوان کے لوگوں کے ساتھ ابو بَراء عامری رئیس قبیلہ عامر بھی آیا ہو اور اس نے ان کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بات کی ہو۔ چنانچہ تاریخی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ مجھے اہلِ نجد کی طرف سے اطمینان نہیں ہے اور پھر اس کا یہ جواب دینا کہ آپؐ کوئی فکر نہ کریں۔ میں اس کا ضامن ہوتا ہوں کہ آپؐ کے صحابہ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ابو بَراء کے ساتھ رِعل اور ذَکوان کے لوگ بھی آئے تھے جن کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فکر مند تھے۔ واللہ اعلم۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفر 4/ہجری میں مُنذِر بن عَمرو انصاری کی امارت میں صحابہ کی ایک پارٹی روانہ فرمائی۔ یہ لوگ عموماً انصار میں سے تھے اور تعداد میں ستر تھے اور قریباً سارے کے سارے قاری یعنی قرآن خوان تھے جو دن کے وقت جنگل سے لکڑیاں جمع کر کے ان کی قیمت پر اپنا پیٹ پالتے اور رات کا بہت سا حصہ عبادت میں گزار دیتے تھے۔ جب یہ لوگ اس مقام پر پہنچے جو ایک کنویں کی وجہ سے بئرِ معونہ کے نام سے مشہور تھا تو اُن میں سے ایک شخص حَرام بن مِلْحان جو انس بن مالک کے ماموں تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دعوتِ اسلام کا پیغام لے کر قبیلہ عامر کے رئیس اور ابو بَراء عامری کے بھتیجے عامر بن طُفیل کے پاس آگے گئے اور باقی صحابہ پیچھے رہے۔ جب حَرام بن مِلْحان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کے طور پر عامر بن طُفیل اور اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے شروع میں تو منافقانہ طور پر آؤ بھگت کی لیکن جب وہ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے اور اسلام کی تبلیغ کرنے لگے تو ان میں سے بعض شریروں نے کسی آدمی کو اشارہ کر کے اس بے گناہ ایلچی کو پیچھے کی طرف سے نیزہ کا وار کر کے وہیں ڈھیر کر دیا۔ اس وقت حَرام بن مِلْحان کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ! فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ۔ یعنی ’’اللہ اکبر! کعبہ کے رب کی قسم! میں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا۔‘‘ عامر بن طُفَیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کے قتل پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ اس کے بعد اپنے قبیلہ بنو عامر کے لوگوں کو اکسایا کہ وہ مسلمانوں کی بقیہ جماعت پر حملہ آور ہو جائیں مگر انہوں نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ ہم ابو بَراء کی ذمہ داری کے ہوتے ہوئے مسلمانوں پر حملہ نہیں کریں گے۔ اس پر عامر نے قبیلہ سُلَیم میں سے بنو رِعل اور ذَکوان اور عُصَیَّہ وغیرہ کو (وہی جو بخاری کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد بن کر آئے تھے) اپنے ساتھ لیا اور یہ سب لوگ مسلمانوں کی اس قلیل اور بے بس جماعت پر حملہ آور ہو گئے۔ مسلمانوں نے جب ان وحشی درندوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو ان سے کہا کہ ہمیں تم سے کوئی تعرض نہیں ہے۔ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک کام کے لئے آئے ہیں اور ہم تم سے لڑنے کے لئے نہیں آئے۔ مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ ان صحابیوں میں سے جو اس وقت وہاں موجود تھے صرف ایک شخص بچا جو پاؤں سے لنگڑا تھا اور پہاڑی کے اوپر چڑھ گیا ہوا تھا۔ اس صحابی کا نام کعب بن زید تھا اور بعض روایات سے پتہ لگتا ہے کہ کفار نے اس پر بھی حملہ کیا تھا جس سے وہ زخمی ہوا اور کفار اسے مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے مگر دراصل اس میں جان باقی تھی اور وہ بچ گیا۔

صحابہ کی اس جماعت میں سے دو شخص یعنی عمرو بن اُمَیَّہ ضَمری اور مُنذِر بن محمد اس وقت اونٹوں وغیرہ کے چرانے کے لئے اپنی جماعت سے الگ ہو کر ادھر ادھر گئے ہوئے تھے انہوں نے دُور سے اپنے ڈیرہ کی طرف نظر ڈالی تو کیا دیکھتے ہیں کہ پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں۔ وہ ان صحرائی اشاروں کو خوب سمجھتے تھے۔ فوراً تاڑ گئے کہ کوئی لڑائی ہوئی ہے۔ واپس آئے تو ظالم کفار کے کشت وخون کا کارنامہ

آنکھوں کے سامنے تھا۔ دُور سے ہی یہ نظارہ دیکھ کر انہوں نے فوراً آپس میں مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ ایک نے کہا کہ ہمیں یہاں سے فوراً بھاگ نکلنا چاہئے اور مدینہ میں پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینی چاہئے مگر دوسرے نے اس رائے کو قبول نہ کیا اور کہا کہ میں تو اس جگہ سے بھاگ کر نہیں جاؤں گا جہاں ہمارا امیر مُنذِر بن عمرو شہید ہوا ہے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھ کر لڑا اور شہید ہوا اور دوسرے کو جس کا نام عمرو بن اُمیَّہ ضَمری تھا کفار نے پکڑ کر قید کر لیا اور غالباً اسے بھی قتل کر دیتے مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ قبیلہ مُضَر سے ہے تو عامر بن طفیل نے عرب کے دستور کے مطابق اس کے ماتھے کے چند بال کاٹ کر اسے رہا کر دیا اور کہا کہ میری ماں نے قبیلہ مُضَر کے ایک غلام کے آزاد کرنے کی منت مانی ہوئی ہے میں تجھے اس کے بدلے میں چھوڑتا ہوں۔ گویا ان ستر صحابہ میں صرف دو شخص بچے۔ ایک یہی عمرو بن اُمیَّہ ضَمری اور دوسرے کعب بن زید جسے کفار نے مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔

بئر معونہ کے موقعہ پر شہید ہونے والے صحابہ میں حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام اور اسلام کے دیرینہ فدائی عامر بن فُہَیْرہ بھی تھے۔ انہیں ایک شخص جَبَّار بن سَلْمٰی نے قتل کیا تھا۔ جبّار بعد میں مسلمان ہوگیا اور وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ یہ بیان کرتا تھا کہ جب میں نے عامر بن فُہَیرہ کو شہید کیا تو ان کے منہ سے بے اختیار نکلا فُزْتُ وَاللّٰہِ۔ یعنی ''خدا کی قسم میں تو اپنی مراد کو پہنچ گیا ہوں۔'' جبّار کہتے ہیں کہ

میں یہ الفاظ سن کر متعجب ہوا کہ میں نے تو اس شخص کو قتل کیا ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ میں مراد کو پہنچ گیا ہوں۔ یہ کیا بات ہے۔ چنانچہ میں نے بعد میں لوگوں سے اس کی وجہ پوچھی تو مجھے معلوم ہوا کہ مسلمان لوگ خدا کے رستے میں جان دینے کو سب سے بڑی کامیابی خیال کرتے ہیں اور اس بات کا میری طبیعت پر ایسا اثر ہوا کہ آخر اسی اثر کے ماتحت میں مسلمان ہوگیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کو واقعہ رجیع اور واقعہ بئر معونہ کی اطلاع قریباً ایک ہی وقت میں ملی اور آپؐ کو اس کا سخت صدمہ ہوا۔ حتی کہ روایتوں میں بیان ہوا ہے کہ ایسا صدمہ نہ اس سے پہلے آپؐ کو کبھی ہوا تھا اور نہ بعد میں کبھی ہوا۔ واقعی قریباً اسّی صحابیوں کا اس طرح دھوکے کے ساتھ اچانک مارا جانا اور صحابی بھی وہ جو اکثر حفاظِ قرآن میں سے تھے اور ایک غریب بےنفس طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ عرب کے وحشیانہ رسم ورواج کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو یہ خبر گویا اسّی بیٹوں کی وفات کی خبر کے مترادف تھی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کیونکہ ایک روحانی انسان کے لئے روحانی رشتہ یقیناً اس سے بہت زیادہ عزیز ہوتا ہے جتنا کہ ایک دنیا دار شخص کو دنیاوی رشتہ عزیز ہوتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حادثات کا سخت صدمہ ہوا مگر اسلام میں بہرصورت صبر کا حکم ہے آپؐ نے یہ خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھا اور پھر یہ الفاظ فرماتے ہوئے خاموش ہوگئے کہ هٰذَا عَمَلُ اَبِیۡ بَرَّاءَ وَقَدْ کُنْتُ لِهٰذَا کَارِهًا مُتَخَوِّفًا۔ یعنی ''یہ ابو بَرَاء کے کام کا ثمرہ ہے ورنہ میں تو ان لوگوں کے بھجوانے کو پسند نہیں کرتا تھا اور اہل نجد کی طرف سے ڈرتا تھا۔''

(سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ۔ صفحہ 517 تا 521)

پھر ذکر ہے

حضرت سعد بن خَولہؓ

کا۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ بنو مالک بن حسل بن عامر بن لوئی سے تھا۔ بعض کے نزدیک آپ بنو عامر کے حلیف تھے۔ آپ اہل فارس میں سے ہیں جو کہ یمن میں آ کر آباد ہوئے۔

(اسد الغابة فی معرفة الصحابة۔ جزء ۲ صفحہ ۴۲۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۳ء)

عامر بن سعد اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجة الوداع کے موقع پر میری اس بیماری میں عیادت فرمائی جس میں مَیں موت کے کنارے پر پہنچ گیا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میری تکلیف جس حد تک پہنچ چکی ہے وہ آپؐ دیکھ رہے ہیں۔ میں مالدار ہوں اور میرا وارث سوائے میری اکلوتی بیٹی کے کوئی نہیں ہے۔ کیا میں دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: کیا میں اس کا نصف صدقہ کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ تیسرا حصہ کر دو اور تیسرا حصہ بھی بہت ہے۔ پھر فرمایا کہ

تمہارا اپنے وارثوں کو اچھی حالت میں چھوڑنا انہیں محتاج چھوڑنے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم اللہ کی رضا چاہتے ہوئے جو بھی خرچ کرو گے تمہیں اس کا اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ ایک لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو اس کا بھی اجر ہے۔

وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے چھوڑا جاؤں گا؟ یہاں فوت ہوجاؤں گا؟ آپ نے فرمایا تم پیچھے چھوڑے نہ جاؤ گے مگر جو نیک عمل کرو گے جس کے ذریعہ تم اللہ کی رضا چاہو تو تم اس کے ذریعہ درجہ اور رفعت میں زیادہ ہو گے اور بعید نہیں کہ تم پیچھے چھوڑے جاؤ۔ یعنی لمبی عمر دیے جاؤ گے یہاں تک کہ قومیں تجھ سے فائدہ اٹھائیں اور کچھ دوسری نقصان بھی اٹھائیں۔ پھر فرمایا کہ اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت پوری فرما اور انہیں ان کی ایڑھیوں کے بل نہ لوٹانا۔ لیکن بیچارہ سعد بن خولہ۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دکھ کا اظہار فرمایا کیونکہ وہ ہجرت کے بعد مکے میں فوت ہو گئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن خولہ کے لیے افسوس کرتے تھے کہ وہ مکے میں مر گئے۔ یہ اس لیے کہ جس نے مکے سے ہجرت کی اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند کرتے تھے کہ وہ وہاں واپس آئے یا اس میں حج اور عمرہ ادا کرنے سے زیادہ قیام کرے۔

(صحیح مسلم کتاب الوصیة باب الوصیة بالثلث حدیث ۴۲۰۹)

(الطبقات الکبریٰ جزء ۳ صفحہ ۳۱۲ سعد بن خولہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

اسماعیل بن محمد بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائب بن عمیر القاری کو حکم فرمایا کہ اگر سعد بن خولہ مکہ میں وفات پا جائیں تو انہیں مکے میں دفن نہ کیا جائے۔

(الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۲۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۵ء)

اور ایک روایت کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ مکے میں وفات پا جائیں تو انہیں مکے میں دفن نہ کیا جائے۔

(سبل الھدٰی والرشاد جزء ۸ صفحہ ۴۸۵ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۳ء)

حضرت سعد بن خولہؓ جب حجة الوداع کے موقع پر فوت ہوئے تو ان کی زوجہ حاملہ تھیں۔ ان کی وفات پر زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ان کا وضع حمل ہوگیا۔ بچے کی پیدائش ہونے والی تھی۔ وفات سے کچھ عرصہ کے بعد بچہ کی پیدائش ہوگئی۔ روایات میں آتا ہے کہ پچیس راتوں یا اس سے بھی کم وقت کے بعد وضع حمل ہوگیا۔ جب وہ نفاس سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے نکاح کا پیغام دینے والوں کے لیے سنگھار کیا۔ ان کے پاس ابوسَنَابِلْ بن بَعْکَکْ جو بنی عبدالدار کے ایک شخص تھے آئے۔ بَعْکَکْ نے ان سے کہا کہ کیا بات ہے میں تمہیں بنا سنورا دیکھتا ہوں۔ شاید تمہارا ارادہ نکاح کرنے کا ہے۔ اللہ کی قسم! تم نکاح نہیں کرسکتی جب تک تم پر چار ماہ دس دن نہ گزر جائیں۔ سُبَیْعَہ کہتی ہیں جب اس نے مجھ سے یہ کہا تو میں نے شام کے وقت کپڑے پہنے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپؐ سے اس بارے میں پوچھا۔ آپؐ نے مجھے فتویٰ دیا کہ

جب میں نے وضع حمل کیا تو حلال ہوگئی اور مجھے ارشاد فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو شادی کرسکتی ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب الطلاق باب انقضاء عدة المتوفی عنها ...... حدیث ۳۷۲۲)

(استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۸۵۹ مطبوعہ دار الجیل بیروت ۱۹۹۲ء)

بعض مسائل کا بھی ان سے پتا لگ جاتا ہے۔ پھر

حضرت اَبُوالْهَیْثَمْ بن اَلتَّیِّهَانْؓ

ہیں۔ ان کا ذکر یہ ہے کہ ان کے بھائی کا نام حضرت عُبَید بن عُبید یا حضرت عَتِیك بن اَلتَّیِّهَانْ تھا۔ جو غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جزء ۳ صفحہ ۳۴۱ تا ۳۴۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابوالہیثمؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں سب سے پہلے بیعت کرنے والا ہوں۔ ہم کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری اس بات پر بیعت کرو جس پر بنی اسرائیل نے موسیٰ کی بیعت کی۔

(معرفة الصحابة لابی نعیم جلد ۴ صفحہ ۱۹۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالهیثمؓ اور حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ کو قبیلہ بنی عبدالاشْہَل پر نقیب مقرر فرمایا تھا۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جزء ۷ صفحہ ۳۶۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۵ء)

آپؓ جنگ میں دو تلواریں لٹکایا کرتے تھے اس وجہ سے

آپؓ کو ذوالسیفین بھی کہا جاتا ہے۔

(الاستیعاب جزء ۲ صفحہ ۴۷۷ دارالجیل بیروت ۱۹۹۲ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ ’’جنگ صِفِّیْن میں حضرت علیؓ کی طرف سے ہو کر لڑے اور شہادت پائی۔‘‘

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ صفحہ 230)

پھر ذکر ہے

حضرت عَاصِم بن ثابتؓ

کا۔ حضرت عاصمؓ کے ایک بیٹے محمد تھے جو کہ ہند بنتِ مالک کے بطن سے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۳۵۲ عاصمؓ بن ثابت، دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

جنگِ احد میں جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھے ان کے بارے میں ایک آیت کی تشریح میں حضرت خلیفہ رابعؒ نے بھی بیان کیا ہے کہ حضرت امام رازی چودہ آدمیوں کے متعلق قطعی شہادت پیش کرتے ہیں کہ نام بنام وہ لوگ موجود تھے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ کسی حالت میں نہیں چھوڑا۔ ان کے ناموں میں جو نام درج ہیں ان میں مہاجرین میں سے حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ... شیعہ یہی کہتے ہیں صرف حضرت علیؓ تھے لیکن حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت زبیر بن عوامؓ تھے۔ انصار میں سے خباب بن منذرؓ، حضرت ابو دُجانہؓ، حضرت عاصم بن ثابتؓ، حضرت حارث بن صِمّہؓ، ہیں شاید حضرت سَہْلِ بن حُنَیفؓ اور اسی طرح اُسَید بن حُضَیرؓ بھی۔ حضرت سعد بن معاذؓ وغیرہ بھی تھے۔ یہ بھی ذکر آتا ہے کہ آٹھ وہ تھے جنہوں نے موت پر قسم کھائی تھی۔ تین مہاجرین میں سے تھے اور پانچ انصار میں سے تھے اور یہ عجیب بات ہے کہ اس وقت چونکہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے خدام کی ضرورت تھی اس لئے آٹھ کے آٹھ جنہوں نے موت پر قسم کھائی تھی ان میں سے ایک بھی شہید نہیں ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ان کی غیر معمولی طور پر حفاظت کا نظارہ تھا۔

(ماخوذ از درس القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 20/فروری 1994ء زیر آیت انما استزلھم الشیطان)

پھر اگلا ذکر ہے

حضرت سَہْلِ بن حُنَیف انصاریؓ

کا۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جنگِ بدر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سو اونٹ اور اونٹنیاں اور دو گھوڑے تھے ان میں سے ایک پر حضرت مقداد بن اسودؓ سوار تھے اور دوسرے پر حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت سَہْلِ بن حُنَیفؓ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ راستے میں ان اونٹنیوں پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ اور حضرت مَرْثَد بن ابی مَرْثَد غنویؓ جو حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کے حلیف تھے یہ سب باری باری ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔

(معجم الاوسط للطبرانی جزء ۵ صفحہ ۳۲۴ حدیث ۵۴۳۸ دارالحرمین بیروت ۱۹۹۵ء)

احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہنے والوں میں حضرت سَہْلِ بن حُنَیفؓ کا بھی ذکر ملتا ہے۔

یُسَیر بن عَمْرو سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت سَہْلِ بن حُنَیفؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سنایئے جو فرقہ حَرُوْرِیَّہ یعنی خارجی کے متعلق آپؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تم سے صرف اتنا بیان کرتا ہوں کہ جو میں نے سنا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کروں گا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قوم کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے جو یہاں سے نکلے گی اور انہوں نے عراق کی طرف اشارہ کیا۔ وہ لوگ قرآن تو پڑھتے ہوں گے لیکن وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے اس سے پوچھا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کوئی علامت بھی ذکر فرمائی ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا میں نے جو سنا تھا وہ یہی ہے۔ میں اس سے زیادہ تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔ (مسند احمد جلد ۲۵ صفحہ ۳۵۱ حدیث سَہْلِ بن حُنَیف روایت ۱۵۹۷۷ مؤسسة الرسالة بیروت) جو بات سنی تھی وہ بتا دی اب خود اندازہ لگا لو۔

عُمَیر بن سعید سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت سَہْلِ بن حُنَیفؓ کی نماز جنازہ پڑھی اور اس پر پانچ تکبیریں کہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کیسی تکبیر ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ سَہْلِ بن حُنَیف ہیں جو اہلِ بدر میں سے ہیں اور

اہلِ بدر کو غیر اہلِ بدر پر فضیلت ہے۔

میں نے چاہا کہ تمہیں ان کی فضیلت سے آگاہ کر دوں۔ (الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۳۶۰ و من بنی حنش بن عوف...سَہْلِ بن حُنَیف، دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء) زائد تکبیریں پڑھ کے۔

پھر

حضرت جبّار بن صخرؓ

کا ذکر ہے۔ سریہ حضرت علیؓ بطرف بنو طَیِّءؓ جو ربیع الآخر نو ہجری میں ہوا تھا، اس کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ڈیڑھ سو افراد کے ہمراہ بنو طَیِّءؓ کے بت فُلْس کو گرانے کے لیے روانہ فرمایا۔ بنو طَیِّءؓ کا علاقہ مدینہ کے شمال مشرق میں واقع تھا۔ آپ نے اس سَرِیّے کے لیے حضرت علیؓ کو ایک کالے رنگ کا بڑا جھنڈا دیا اور سفید رنگ کا چھوٹا پرچم عطا فرمایا۔ حضرت علیؓ صبح کے وقت آلِ حاتم پر حملہ آور ہوئے اور ان کے بت فُلْس کو منہدم کر دیا۔ حضرت علیؓ بنو طَیِّءؓ سے بہت سارا مال غنیمت اور قیدی لے کر مدینہ واپس آئے۔

(الطبقات الکبریٰ جزء ۲ صفحہ ۱۲۴ سریہ علی بن ابی طالب الی الفلس صنم طیّء لیہدمہ، دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

(موسوعة کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم جلد ۱ صفحہ ۱۹ مکتبة لبنان ناشرون بیروت۔ از مکتبة الشاملة)

اس سَرِیّے میں لواء حضرت جَبّار بن صَخْرؓ کے پاس تھا۔ اس سریے میں حضرت علیؓ نے اپنے ساتھیوں سے رائے مانگی تو حضرت جبار بن صخرؓ نے کہا کہ رات ہم اپنی سواریوں پر سفر کرتے ہوئے گزاریں اور صبح ہوتے ہی ان پر حملہ کر دیں۔ حضرت علیؓ کو آپ کی یہ بات پسند آئی۔

(تاریخ دمشق الکبیر جلد ۷۳ صفحہ ۱۴۶، سفانہ بنت حاتم الطائیہ۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت ۲۰۰۱ء)

(امتاع الاسماع جزء ۲ صفحہ ۴۵-۴۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۹ء)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب کھڑا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکڑ کے اپنے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ پھر حضرت جبار بن صخرؓ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کو اپنے پیچھے کھڑا کر دیا۔

(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب جلد ۲ صفحہ ۳۰۲۔ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۰ء)

ایک روایت میں ہے کہ

حضرت عُمَیر بن ابی وقاصؓ

کو عمرو بن عبد وُدّ نے شہید کیا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۱۱۰-۱۱۱ دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت عمیر بن ابی وقاصؓ کو عاص بن سعید نے شہید کیا تھا۔

(البدایہ والنہایہ جزء ۵ صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ دار ھجر بیروت ۱۹۹۷ء)

ہاں یہ ذکر جو ہو گیا حضرت عمیر بن ابی وقاصؓ کا ذکر ہے۔ صَخْر کا تو ختم ہو گیا تھا۔ ان کے بارے میں یہ روایت ہے جو رہ گئی تھی کہ ان کو عمرو بن عبد وُدّ نے شہید کیا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمیر بن ابی وقاصؓ کو عاص بن سعید نے شہید کیا تھا۔

پھر

حضرت قُطبہؓ

ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ صفر 9 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیس آدمیوں کے ہمراہ قبیلہ خَثْعَم کی ایک شاخ کی طرف بھیجا جو تَبَالَہ کے نواح میں تھے۔ آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ایک دم سے ان پہ حملہ کریں۔ یہ اصحاب دس اونٹوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جنہیں باری باری استعمال کرتے تھے۔ انہوں نے ایک آدمی کو پکڑ کر اس سے پوچھ گچھ کی تو وہ ان کے سامنے گونگا بن گیا اور پھر موقع پا کر چیخ چیخ کر اپنے قبیلہ والوں کو متنبہ کرنے لگا۔ اس پر انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر حضرت قُطْبَہؓ اور آپؓ کے ساتھیوں نے انتظار کیا اور جب وہ لوگ، قبیلہ والے سو گئے تو ان پر بھرپور حملہ کیا۔ شدید لڑائی ہوئی۔ دونوں فریقوں میں سے کئی افراد زخمی ہو گئے۔ حضرت قطبہؓ نے کئی لوگوں کو قتل کیا۔ پھر ان کے چوپائے، بکریاں اور عورتیں مدینہ لے آئے۔ خُمس نکالنے کے بعد ہر ایک کے حصہ میں چار چار اونٹ آئے اور تب ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر ہوتا تھا۔

(الطبقات الکبرٰی جلد۲ صفحہ ۱۲۲-۱۲۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

امام بغوی کہتے ہیں کہ حضرت قُطْبَہ بن عامرؓ سے کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔

(معجم الصحابہ للبغوی جلد۵ صفحہ ۶۶، مکتبۃ دار البیان کویت)

بہرحال صحابہ کا یہ ذکر جو مَیں کرنا چاہتا تھا وہ یہاں ختم ہوا۔

اس کے ساتھ ہی میں ایک تو یہ ہے کہ

پاکستان کے احمدیوں کے لیے دعا کے لیے کہنا چاہتا ہوں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ان پہ جو سخت حالات ہیں وہاں آسانیاں پیدا کرے اور انصاف کرنے والوں، قانون نافذ کرنے والوں اور خدا اور اس کے رسولؐ کے نام پر ظلم کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ عقل دے یا ان پر پکڑ کے سامان کرے۔

دوسرے

برکینا فاسو کے لیے بھی دعا کریں وہاں بھی ابھی سختیاں ہیں اور جو دہشت گرد ہیں، شدّت پسند ہیں ان کے وہی عمل ہیں کہ اللہ اور رسولؐ کے نام پر ظلم کر رہے ہیں۔

پھر

الجزائر کے لوگوں کے لیے بھی، وہاں بھی بعض حکومتی کارندے یا عدالتیں جو ہیں احمدیوں سے غلط قسم کے ظلم روا رکھ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ خاص طور پر دعاؤں اور صدقات پر بہت زیادہ زور دیں۔ اللہ تعالیٰ مخالفین کے شر سے ہر ایک کو بچائے۔

مَیں جمعہ کی نماز کے بعد

بعض جنازے

غائب بھی پڑھاؤں گا۔ اس کے بعد ان کا ذکر کر دیتا ہوں۔

پہلا ذکر ہے

مکرم محمد رشید صاحب شہید

کا جو چودھری بشارت احمد صاحب گوٹریالہ ضلع گجرات کے بیٹے تھے۔ ان کو دو معاندین احمدیت نے ان کے گھر آ کر 19 فروری کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ بوقت شہادت مرحوم کی عمر 70 سال سے زائد تھی۔

تفصیلات

کے مطابق مکرم محمد رشید صاحب اپنے گھر گوٹریالہ ضلع گجرات میں اکیلے رہائش پذیر تھے جہاں انہوں نے علاقے کے لوگوں کی سہولت کے لیے فری ہومیوپیتھک ڈسپنسری بنا رکھی تھی جس سے گاؤں اور ارد گرد کے لوگ استفادہ کرتے تھے۔ گاؤں کے دو مقامی نوجوان دوائی لینے کے بہانے ان کے گھر میں قائم ڈسپنسری میں داخل ہوئے اور فائرنگ کر دی۔ بتایا جاتا ہے گولی چلانے والا حملہ آور حافظ قرآن بھی تھا جس کی ایک گولی شہید مرحوم کے ماتھے پر لگی جس سے مکرم محمد رشید صاحب کی موقع پر ہی وفات ہو گئی۔ وقوعہ کے بعد حملہ آور فرار ہو گئے۔ شہید مرحوم کے ایک ملازم کے چند منٹ بعد موقع پر پہنچنے پر وقوعہ کا علم ہوا۔ وقوعہ کا مقدمہ متعلقہ پولیس سٹیشن میں درج کیا گیا۔ بعد میں یہ بھی کہتے ہیں کہ ان دو حملہ آوروں میں سے ایک کی نعش قریبی کھیتوں سے ملی جو حافظ قرآن تھا جس کی موت کے بارے میں پولیس الگ سے تحقیق کر رہی ہے جبکہ دوسرے حملہ آور کو پولیس نے حراست میں لے لیا ہے۔ یہاں کم از کم یہ ہوا ہے کہ پولیس نے حراست میں لیا ہے۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ حضرت منشی سلطان عالم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے سے ہوا جو گوٹریالہ ضلع گجرات کے ہی رہنے والے تھے اور مقامی سکول میں بطور مدرس تعینات تھے۔ آپ نے گوٹریالہ سے 1906ء میں قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی سعادت پائی تھی۔ شہید مرحوم میٹرک کے بعد آرمی میں چلے گئے۔ چند سال بعد آرمی چھوڑ دی اور کچھ عرصہ بعد 84ء، 85ء میں فیملی سمیت ناروے منتقل ہو گئے۔ ناروے کی سٹیزن شپ (citizenship) کے باوجود 2008ء میں ناروے سے واپس آبائی گاؤں میں چلے گئے اور ناروے آنا جانا رہتا تھا۔ آبائی گاؤں میں زمیندارہ کے ساتھ علاقے کے لوگوں کی خدمت کے لیے فری ہومیوپیتھک ڈسپنسری شروع کی تھی۔ یہ سلسلہ آخر تک جاری رہا۔ شہید مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ بوقتِ شہادت بحیثیت سیکرٹری اصلاح و ارشاد گوٹریالہ خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ نہایت ملنسار، محبت کرنے والے تھے۔ ہر ایک سے اپنائیت اور دوستی کا تعلق تھا۔ خدمتِ خلق کا جذبہ نمایاں تھا۔ بلا تمیز مذہب ضرورت مندوں کی مالی اور اخلاقی معاونت کرتے تھے۔ خلافت سے عشق تھا۔ مہمان نوازی نمایاں وصف تھا۔ بالخصوص مرکزی مہمانان کی خدمت میں پیش پیش رہتے۔ نمازوں کے پابند اور گاہے بگاہے علاقے میں فری میڈیکل کیمپ کا انتظام کرتے تھے۔

ان کے بھتیجے رافع احمد صاحب مربی آئیوری کوسٹ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ شہید مرحوم ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے اور خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار ہونے کے علاوہ اچھے داعی الی اللہ اور نہایت غریب پرور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ خطباتِ جمعہ باقاعدگی سے سنتے اور سیکیورٹی کے حوالے سے بڑے محتاط بھی تھے۔ کچھ عرصہ قبل شہید مرحوم کی اہلیہ پروین اختر صاحبہ نے ناروے میں ایک خواب دیکھی کہ شہید مرحوم پر حملہ ہوا ہے اور کوئی جان لینے کی کوشش کرتا ہے۔ تو انہوں نے بہرحال ان کو احتیاط کرنے کے لیے کہا تھا۔ شہید مرحوم کے پسماندگان میں اہلیہ پروین اختر صاحبہ حال مقیم ناروے اور دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں جن میں سے ایک بیٹی پاکستان میں ہے اور باقی مختلف ملکوں میں مقیم ہیں۔

مبلغ انچارج ناروے شاہد محمود کاہلوں صاحب لکھتے ہیں کہ انتہائی شریف النفس اور سادہ انسان تھے۔ ناروے میں ہومیوپیتھک دوائیوں کے ساتھ لوگوں کی خدمت کرتے رہے اور اب ریٹائرمنٹ کے بعد تقریباً بارہ تیرہ سال سے پاکستان میں اپنے گاؤں میں مقیم تھے۔ لوگوں کی خدمت کر رہے تھے۔ اس دوران وقتاً فوقتاً ناروے بھی آتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ مریضوں کی مدد کے لیے ہر وقت تیار رہتے اور گھر جا کر بھی دوائی دے آتے تھے۔ ان کی اہلیہ آپ کے عزیزوں میں سے تھیں۔ انہوں نے پہلے بیعت نہیں کی تھی لیکن اپنے میاں کی مخالفت بھی نہیں کی بلکہ سب بچوں کی شادیاں احمدی گھروں میں کیں۔ آخری مرتبہ جب اکتوبر 2018ء میں ناروے آئے تو اہلیہ کی بیعت بھی کروائی اور کہتے تھے کہ میں اسی غرض سے آیا ہوں تا کہ اہلیہ کی بیعت کروا سکوں۔ کہتے کہ وہاں پاکستان میں مخالفت بہت زیادہ ہے۔ دھمکیاں بھی ملتی ہیں لیکن وہاں غربت بہت ہے اور لوگ دوائیاں نہیں خرید سکتے۔ میری وجہ سے غریبوں کو فری علاج میسر ہے اور ان کی مدد ہو رہی ہے اور مجھے موت کا ڈر نہیں وہ تو ایک دن آنی ہے۔ احمدی تو پھر بھی خدمت

کر رہے ہیں (اور چاہتے ہیں) کہ انسانیت کی خدمت کرتے رہیں اور بے دھڑک ہو کے کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مکرم محمد رشید صاحب شہید سے مغفرت کا اور رحمت کا سلوک فرمائے اور شہید مرحوم کے پسماندگان کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

دوسرا جو ذکر ہے بلکہ دو لوگ ہیں اس میں

مکرمہ آمانی بَسّام مَجْلاوِی صاحبہ اور عزیزم صلاح عبدالمعین قُطَیْش

اسکندرون ترکی سے ہیں۔

مربی سلسلہ و صدر جماعت صادق صاحب لکھتے ہیں کہ 6؍فروری 2023ء کو ترکی میں جو دو بڑے زلزلے آئے تھے ان میں دو احمدیوں کی بھی وفات ہوئی ہے جو کہ ماں بیٹا تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اس کے علاوہ زلزلے سے عمومی طور پر سب احمدی اللہ کے فضل سے محفوظ رہے ہیں تاہم بعضوں کو چھوٹی موٹی چوٹیں لگی ہیں۔

وفات پانے والوں میں سے ایک تیئس سالہ Syrian احمدی خاتون مکرمہ آمانی بسام مجْلاوِی صاحبہ کا تعلق جماعت اسکندرون سے تھا۔ یہ عبدالمعین قُطَیْش صاحب کی اہلیہ اور اسکندرون جماعت کے صدر جماعت مکرم صلاح قُطَیْش ابوخالد صاحب کی بہو تھیں۔ امانی صاحبہ نے عرصہ تقریباً دو ماہ قبل اپنے خاوند کے ساتھ بیعت کی تھی۔ ان کے سسر مکرم صلاح قُطَیْش صاحب نے بتایا کہ زلزلے سے ایک دن پہلے ہی انہوں نے امانی سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے گھر والوں کو بتا دیا ہے کہ تم نے بیعت کر لی ہے؟ تو امانی صاحبہ نے کہا کہ جی ہاں! اب میں نے اپنی امی ابا کو اپنے احمدی ہونے کی اطلاع دے دی ہے۔ صلاح صاحب کا کہنا ہے کہ امانی صاحبہ اس بات پر بہت خوش تھیں کہ ان کے والدین نے ان کے احمدیت قبول کرنے پر کوئی شدید ردّعمل نہیں دکھایا اور مخالفت نہیں کی۔ ان کے ساتھ تین سالہ بیٹا عزیزم صلاح بھی وفات پا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ یہ دونوں ملبے کے نیچے دب گئے تھے اور انہیں دو دن بعد نکالا جا سکا۔ تب تک ان کی وفات ہو چکی تھی۔ آمانی صاحبہ نے اپنے پیچھے خاوند مکرم عبدالمعین قُطَیْش صاحب کے علاوہ چھ سالہ بیٹی عبیرہ بھی یادگار چھوڑے ہیں۔

شمس الدین مالاباری صاحب مربی سلسلہ کبابیر ہیں، کہتے ہیں کہ امانی صاحبہ اور ان کے میاں عبد المعین قُطَیْش صاحب کی فیملی سیریا سے ہجرت کر کے ترکی آئی تھی۔ امانی صاحبہ نہایت مخلص خدمت گزار اور قناعت پسند خاتون تھیں۔ بیعت کی اہمیت پر آگاہی حاصل کرنے کے بعد بیعت کرنے میں تاخیر نہیں کی بلکہ اپنے خاوند اور بھائیوں کو بھی حوصلہ دیتی رہیں۔ کہتے ہیں کہ میری اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے یہ خاص طور پر نوٹ کیا کہ مرحومہ اپنے سسرال کے تمام افراد کو ساتھ لے کر چلتی تھیں اور سب کے ساتھ ان کا نہایت پیار اور محبت کا سلوک تھا۔ بیعت والے دن بہت خوش تھیں اور ہمیں انہوں نے بہت اخلاص کے ساتھ الوداع کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

تیسرا جو ذکر ہے جن کا جنازہ پڑھوں گا وہ ہیں

مقصود احمد منیب صاحب مربی سلسلہ

جو 15؍فروری کو ہارٹ اٹیک سے 53 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے والد مکرم چودھری جان محمد صاحب نے 1974ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ 1991ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ سے مبشر کی ڈگری لے کر فارغ التحصیل ہوئے۔ اس کے بعد نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے تحت پاکستان کے مختلف شہروں میں یہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ 1998ء سے 2006ء تک مشرقی افریقہ کینیا میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ اس کے بعد پھر پاکستان میں ہی آ گئے اور آجکل مربی ضلع کوئٹہ کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ ناظر اصلاح و ارشاد صاحب نے بھی لکھا ہے کہ بڑے مخلص اور وفا سے کام کرنے والے بڑی محنت سے کام کرنے والے مربی تھے۔

مربی سلسلہ کوئٹہ عبدالوکیل صاحب لکھتے ہیں کہ واقفین کا بہت احترام کرنے والے تھے۔ مرحوم کو جس بات کا علم نہیں ہوتا تھا بلا ہچکچاہٹ میرے سے پوچھ لیتے تھے جبکہ خاکسار ان سے عمر میں کافی چھوٹا تھا۔

مرحوم نے ایک عرصہ کینیا میں گزارا اور ہمیشہ ان کی باتوں میں کینیا کا ذکر ضرور ہوتا اور کینیا اور کینیا کے لوگ گویا کہ ان کے دل میں گھر کر گئے تھے۔ مرحوم اکثر کہا کرتے تھے کہ کینیا کے لوگ اخلاص میں بہت آگے ہیں اور بہت محبت کرنے والے ہیں۔

فرید مبارک صاحب قائد مجلس ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ انتہائی نفیس، پاکباز، دین کے فدائی، جماعت کی خاطر اپنے آپ کو قربان کرنے والے، خلافت سے بے انتہا محبت کرنے والے انسان تھے۔ کہتے ہیں جب مجھے معلوم ہوا کہ بہت سینئر مربی کا یہاں کوئٹہ میں تبادلہ ہو گیا ہے تو میں بڑا خوش ہوا کہ کوئٹہ جماعت کو اس کی ضرورت تھی۔ کہتے ہیں پہلی ملاقات میں ہی انہوں نے خاکسار کا دل موہ لیا۔ جس دن انہوں نے ضلع کوئٹہ کی مسجد میں پہلا خطبہ دیا تو ہر سننے والے نے ان کی تعریف کی۔ بہت مہمان نواز تھے۔ ہر ایک کو اپنے گھر آنے کی دعوت دیتے۔ بھرپور خدمت کرتے۔ ان کے دل میں جماعت کے لیے جو درد تھا وہ ان کی آنکھوں سے عیاں تھا۔ جب تقریر کرتے تو ایسا جوش، ولولہ ان کے انداز میں ہوتا تھا کہ سننے والے کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے۔ اجلاسات اور دورہ جات میں شامل ہوتے اور ہر ملنے والے کے دل میں جماعت کے لیے فکر پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے۔ ان کے پاس جماعتی علم کا بھی بے پناہ خزانہ تھا۔ عاجزی اس قدر تھی کہ ایسا عاجز انسان کہتے ہیں میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔ پھر کہتے ہیں کہ گذشتہ جمعہ جس سے اگلے دن ان کی وفات ہوئی ہے ان کے چہرے پر ایک الگ طرح کا نور تھا۔ جب میری ان پر نظر پڑی تو میں نے ناظم عمومی صاحب کے سامنے مربی صاحب سے اظہار کیا کہ آج تو وہ بہت خوبصورت لگ رہے ہیں۔ ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ ان کا آخری جمعہ ہے۔ اس کے بعد ان کی وفات ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان سب کے جنازے ان شاء اللہ ابھی پڑھاؤں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 17؍مارچ 2023ء صفحہ 5 تا 11)

شادی پر مبارکباد کی دعا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی شادی کرتا تو رسول کریمؐ فرماتے:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي الخَيْرِ

(سنن الترمذی، کتاب النکاح عن رسول اللّٰہؐ باب ماجاء فیما یقال للمتزوج)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ دونوں (زوجین) پر برکتیں نازل فرمائے اور دونوں کو حسن معاشرت عطا فرمائے۔

نوٹ: اگر دلہن کو دعا دینی مقصود ہو تو لَكِ اور عَلَيْكِ یعنی ك کے نیچے زیر لگا کر دی جائے۔

دعا کا تحفہ

بصارت کے لوٹ آنے کی دُعا

حضرت عثمانؓ بن حُنیف کہتے ہیں کہ ایک نابینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ میرے لئے دُعا کریں کہ بصارت لوٹ آئے۔ آپؐ نے فرمایا اگر کہو تو مَیں دُعا کر دیتا ہوں اور اگر چاہو تو صبر کرو اور میرے خیال میں یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ جب نابینے نے دُعا پر ہی زور دیا تو آپؐ نے اسے اچھی طرح وضو کر کے یہ دُعا کرنے کی ہدایت کی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ اِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّي فِي حَاجَتِي هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيَ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ

(ترمذی کتاب الدعوات)

ترجمہ:- اے اللہ! مَیں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی پاک رسول رحمت ﷺ کا واسطہ دے کر تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ (اور اے محمدؐ) مَیں آپؐ کا واسطہ دے کر اپنے ربّ سے التجا کرتا ہوں کہ میری یہ حاجت پوری کر دے۔ اے اللہ میرے حق میں اپنے حبیبؐ کا یہ واسطہ اور شفاعت قبول فرما۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 148)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے ایک ورق

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

برکات خلافت

اگلے دن میری ملاقات ایک عرب احمدی دوست سے ہوئی، جن کا نام محترم طارق البابا صاحب (بعمر 54 سال) تھا۔ ان کا تعلق بیروت سے تھا لیکن کئی سال سے ڈنمارک میں رہائش پذیر ہیں۔ محترم طارق صاحب نے 1986ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ انہوں نے خاکسار سے ذکر کیا کہ کس طرح تسلسل کے ساتھ خوابوں نے ان کی احمدیت کی طرف رہنمائی کی اور یہ بھی کہ جب وہ ان خوابوں کے بارے میں سوچتے ہیں تو ان کا لفظ لفظ پورا ہوتا دکھائی دیتا ہے اور ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اس روز حضور انور سے اپنی ملاقات کے بارے میں محترم طارق صاحب نے بتایا کہ:

’’اگرچہ یہ سن کر آپ کو تعجب ہوگا، تاہم مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں حضور انور کو ملنے کے بعد اڑ رہا ہوں۔ میں اپنی خوشی اور مسرت کو الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ حضور انور کی ذات ایسی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو اکٹھا کرنے کے لیے بھجوایا ہے اور آج امت مسلمہ کو خلافت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ آج مسلمانوں سے آئے دن استہزاء کیا جاتا ہے اور دنیا میں اپنا وقار کھو چکے ہیں جس کی بحالی محض خلافت سے ممکن ہے۔‘‘

محترم طارق صاحب نے مزید کہا کہ:

’’ہم کس قدر خوش قسمت ہیں کیونکہ ہمارے خلیفہ صرف احمدیوں کے لیے نہیں ہیں بلکہ آپ کا وجود سب پر یکساں سایہ فگن ہے۔ آپ ہمارے چرواہے ہیں اور ہم آپ کی بھیڑیں۔ مجھے دوسرے مسلمانوں سے ہمدردی ہے جو اس (خلافت) کی برکات سے محروم ہیں۔‘‘

ایک ایمان افروز گفتگو

پھر میری ملاقات ایک نوجوان عرب خادم سے ہوئی جن کی عمر بیس سے بائیس سال کی ہوگی۔ جو ڈنمارک میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے۔ ان کی گفتگو نہایت دلچسپ اور ایمان افروز تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ ڈنمارک میں بطور احمدی پلے بڑھے ہیں لیکن بعض غیر احمدی دوستوں کے اثر کے نتیجے میں وہ گزشتہ چند سالوں سے جماعت سے لاتعلق ہو چکے تھے۔ وہ غیر احمدی دوست انہیں بار بار یہی باور کرواتے کہ احمدی حقیقی مسلمان نہیں ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان باتوں کا اثر ان کے ایمان پر ظاہر ہونا شروع ہوا اور وہ جماعت سے لاتعلق ہو گئے اور مسجد میں آنا چھوڑ دیا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے خاص طور پر دو غیر احمدی دوست ایسے تھے جنہوں نے انہیں احمدیت سے دور کیا تھا۔ ان دونوں دوستوں کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ:

’’وہ دونوں میرے قریبی اور پُر اعتماد دوست تھے۔ تاہم ایک شام ان میں سے ایک نے مجھے نصف شب کے قریب فون کیا اور میں سن سکتا تھا کہ وہ پوری طرح نشے میں مدہوش تھا اور بے قابو ہو کر لایعنی طور پر بات کر رہا تھا۔ اس سے مجھے بہت مایوسی ہوئی۔‘‘

انہوں نے مزید بتایا کہ:

’’پھر کچھ عرصہ کے بعد میرے دوسرے قریبی دوست کا بھی میرے ساتھ کوئی رابطہ نہ رہا اور چند دنوں کے بعد میں ان کی والدہ کو ملنے کے لیے گیا تا کہ ان کے بارے میں دریافت کرسکوں۔ وہ بے حد پریشان تھیں اور انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ گھر چھوڑ کر شام یا عراق چلا گیا ہے تا کہ داعش نامی ایک دہشت گردوں کی تنظیم کا حصہ بن سکے۔ چند ہفتوں کے بعد ہمیں بتایا گیا کہ وہ شاید مر چکا ہے۔‘‘

انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ اپنے دونوں دوستوں کی حالت کو دیکھنا میرے لیے ہوش رُبا ثابت ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ لوگ جو انہیں قائل کر رہے تھے کہ احمدی حقیقی مسلمان نہیں ہیں وہ خود نہایت غیر اسلامی حرکتوں میں ملوث تھے۔ بعد ازاں انہوں نے دوبارہ مسجد آنا شروع کر دیا اور وہ نہایت شکر گزار ہیں کہ ان کا نہایت محبت سے استقبال کیا گیا اور ماضی میں منہ پھیر لینے پر ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے تجربات نے انہیں بتایا کہ احمدی ہی حقیقی مسلمان ہیں اور یہ کہ احمدیت کے بارے میں کسی قسم کے خوف کی ضرورت نہ ہے بلکہ ایسی چیز ہے جس پر فخر ہونا چاہیے۔

انہوں نے خاکسار سے خلافت کے بارے میں میرے ذاتی تجربات کی بابت دریافت کیا تو خاکسار نے عرض کی کہ میں کوئی امام یا مذہبی عالم نہیں ہوں۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں نے اس قدر مذہبی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا جتنا کرنا چاہیے۔ بلکہ اسلام اور احمدیت کی سچائی کے بارے میں میرا ایمان محض حضرت خلیفۃ المسیح کے فرمودات کی بناء پر ہے۔

میں نے انہیں بتایا کہ بچپن میں مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف کئی مواقع پر ملا اور جوانی میں خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو کئی سالوں سے قریب سے دیکھا ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ ان خلفاء کو دیکھنے اور جاننے کے نتیجے میں ایک بات یقینی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایسے وجود ہوتے ہیں جن کی شخصیت سچائی پر مبنی اور نہایت پُر وقار ہوتی ہے۔ میں نے کہیں بھی ایسی امانت داری، سچائی اور نیکی نہیں دیکھی جیسی خلافت میں دیکھی ہے۔ اس لیے میں کبھی خلافت احمدیہ کے بارے میں شک میں مبتلا نہیں ہوسکتا۔

حضور انور سے ملاقات کے معاً میرے نئے دوست کہنے لگے کہ:

’’حضور انور کو دیکھتے ہی جو احساس ہوتا ہے اس کو لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ دوران ملاقات میری نبض بہت تیز چلتی رہی اور میں

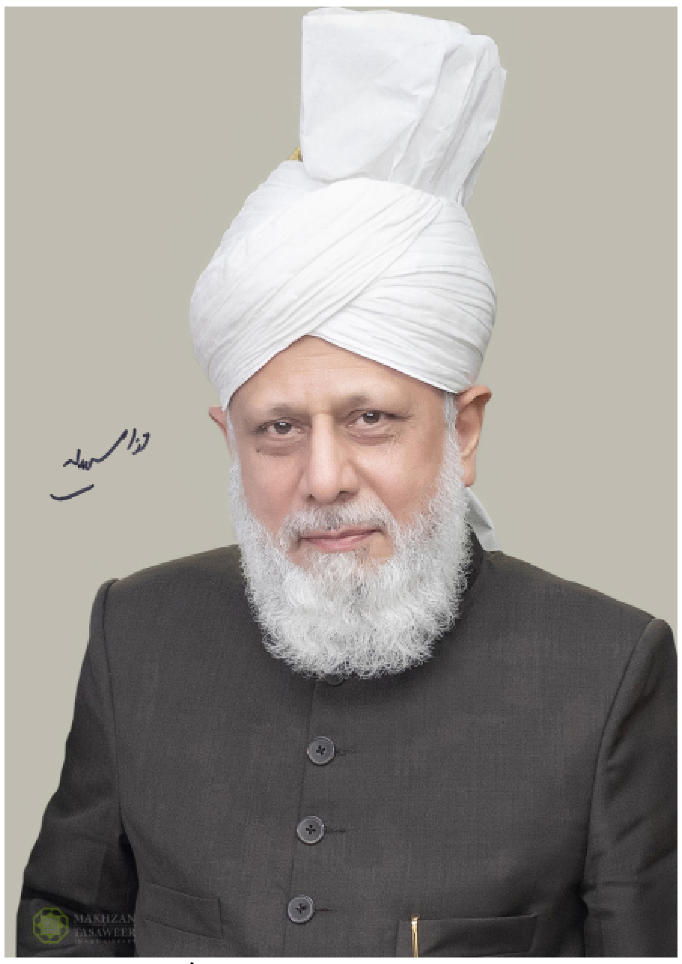

اپنا بلڈ پریشر بڑھتا ہوا محسوس کرسکتا تھا۔ میرے جیسے شخص کے لیے یہ کیسا شاندار اعزاز تھا کہ قربِ خلافت نصیب ہوا، الحمدللہ۔ ان لمحات نے میرے ایمان کو مزید تقویت بخشی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے خلیفہ پر ہمیشہ اپنے افضال نازل فرماتا رہے۔‘‘

حضور انور کے ساتھ چند لمحات

فیملی ملاقاتوں کا سیشن ختم ہونے پر اس دن کے شیڈول کا اختتام ہوا تو حضور انور نے چند منٹوں کے لیے خاکسار کو اپنے دفتر میں بلایا۔ میرے دفتر میں داخل ہونے پر حضور انور نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا ’’عابد! تمہارا دورہ کیسا جا رہا ہے؟‘‘

خاکسار نے جواباً عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب اچھا چل رہا ہے۔ بعد ازاں حضور انور نے استفسار فرمایا کہ خاکسار کس کس کو ملا ہے۔ خاص طور پر ڈنمارک کے نوجوانوں میں سے کس کس سے ملاقات کی ہے۔

میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ حضور انور نوجوان ممبران جماعت سے کس قدر محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے ہیں اور آپ کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ احمدی نوجوانوں کا اللہ تعالیٰ سے ایک ذاتی تعلق ہو۔ حضور انور کی توجہ ہمیشہ بہبود کی طرف مرکوز رہتی ہے، روحانی اور جسمانی اور ہر احمدی کے حوالہ سے آپ کو یہی توجہ رہتی ہے کہ کوئی بھی احمدی ضائع نہ ہو۔

جواب میں خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں نوجوان عرب احباب سے ملاقات کا احوال عرض کیا خاص طور پر اس احمدی نوجوان کا جس نے خاکسار سے چند لمحات قبل ملاقات کی تھی اور یہ کہ کس طرح کچھ عرصہ جماعت سے دور رہنے کے بعد ان کے اپنے ذاتی تجربات انہیں واپس لے آئے۔ یہ واقعات سماعت فرمانے پر حضور انور نے فرمایا

’’یہ ایک مثال ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ان کو جو فطرتاً نیک ہیں سچائی کی طرف خود لے آتا ہے اور خدا ان کے ایمان کی حفاظت فرماتا ہے۔‘‘

(دورہ حضور انور Scandinavia مئی 2016ء از ڈائری عابد خان)

(باتعاون: مظفرہ ثروت۔ جرمنی)

مدثرہ عباسی۔ لندن

میری پیاری امی جان محترمہ محمودہ باسط مرحومہ

پانچ دنوں کی جدائی اور ایک فون کال

یہ کال جس میں میری پیاری امی جان کے لئے لفظ ''تھیں'' بولا گیا۔ اس لفظ نے وہ سب کچھ بتا دیا جس کو کہنے کی اس وقت میرے بھائی آصف باسط میں ہمت نہ تھی اور نہ ہی مجھ میں ایسے الفاظ سننے کی۔

وہ بہت صابرہ تھیں بہت پیاری زندگی گزار کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ یہ اگلے الفاظ کہنے کی تو ضرورت ہی نہ پڑی۔

کیا معلوم تھا کہ یہی ایک کال میرے لئے میری والدہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدائی کا پیغام تھی۔ مجھے اپنی پیاری والدہ سے جدا ہوئے چند دن ہوئے تھے یعنی ان کی بیماری میں تقریباً ہر روز ان کو ملنے جانا، ڈیمینشیا کی وجہ سے زیادہ خاموش ہوگئی تھیں مگر جتنی بات بھی کرتیں، جو بھی اس وقت کہتیں ہم اسی پرخوشی سے نہال ہو جاتے۔

میری پیاری والدہ سے میری آخری ملاقات میں مجھے اندر آتے دیکھتے ہی جو کہا وہ یہ کہ مدثرہ مجھے ٹھنڈا پانی پلا دو۔ اس ٹھنڈے پانی کی صرف طلب ہی نہیں بلکہ انہوں نے خوب شوق سے پیا حتیٰ کہ آخری پانی جو برف گلاس میں پڑے رہنے سے بنا وہ بھی اپنی پیاس بجھانے کے لئے پیا۔ میرا ان کو اپنے سفر کے بارے میں بتانا، ان کی پڑنواسی کی آمین اور عقیقہ اور پڑپوتی کی آمین کا بتانا اور ان کی خاموش آنکھوں سے دیر تک مجھے دیکھنا اور پھر آہستگی سے ہونٹ ہلا کر بچوں کے لئے دعائیں دینا اور پھر وہ پیارے ہونٹ جس خوبصورتی سے ہلے اور مجھے خدا حافظ کہا۔۔۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ خدا حافظ میرے لئے ہمیشگی کا الوداع تھا۔ خدا کی شان کہ کینیڈا اور امریکہ کی مسافت میں دونوں بچیوں کی آمین اور عقیقہ پانچ دنوں میں ہو جانا اور پھر چھٹے دن یہ اطلاع اور امی جان کو الوداع کہنے کے لئے واپسی کا سفر چھٹے دن۔

تعارف

میری والدہ محمودہ باسط چراغ دین صاحب (مرحوم) اور کریم بی بی صاحبہ (مرحومہ) کی بیٹی تھیں۔ مولانا محمد شریف صاحب (مرحوم) سابق مربی سلسلہ فلسطین اور مولانا محمد صدیق صاحب (مرحوم) سابق انچارج خلافت لائبریری کی بھانجی تھیں۔

محمودہ باسط (مرحومہ) اہلیہ عبدالباسط شاہد بہت محنتی، باہمت و حوصلہ اس طرح کہ ابو جان بحیثیت مبلغ سلسلہ کو کئی ممالک میں خدمت دین کی توفیق ملی اور امی جان نے پاکستان میں ہی رہتے ہوئے اپنے چھ بچوں کی پرورش اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے نہایت سادگی اور عزت و وقار سے کی۔ اس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بن مانگے اتنے پیارے والدین کی گود میں میری پرورش کروائی۔ چھوٹے ہوتے سے ہی جماعتی پروگراموں سے منسلک رکھا۔ جب میں چھوٹی تھی تو ابو جان کی پوسٹنگ پاکستان کے مختلف شہروں میں ہوتی رہی اور اس طرح پاکستان کے مختلف شہروں کی سیر یں بھی ہوئیں پھر جب ابو جان کو بحیثیت مبلغ افریقہ بھجوایا گیا تو ہم ربوہ میں مقیم ہو گئے۔

تربیت کا نمایاں پہلو

ہر لقمہ جو کھلایا اس پر بسم اللہ کہا اور کھانا ختم ہوتے ہی الحمد للہ کہ ہم بھی سیکھیں، ہر قدم انگلی پکڑ کر اٹھوایا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور ساتھ ساتھ چھوٹی چھوٹی دعائیں پڑھتی جاتیں۔۔ اگر چپلوں کا جوڑا الگ الگ پڑا ہے تو امی جان کو بالکل پسند نہ آتا، ہمیشہ ہمیں کہتیں کہ چپلوں اور جوتوں کے دونوں جوڑے ساتھ رکھیں۔ ہم سب بچوں کے سونے کے بعد ہمارے بستروں کے پاس چپلوں کا جوڑا جوڑا بنا کر رکھنا تا کہ صبح کو ہمیں ننگے پاؤں فرش پر نہ رکھنے پڑیں جس کی وجہ شاید گرمی میں گرم تپتا فرش اور سردی میں ٹھنڈا فرش جو بچوں کی صحت پر اثر انداز نہ ہو۔

سونے سے پہلے ہمارا ہوم ورک چیک کرنا کہ ہم نے سب ختم کر لیا ہے اور پھر پہاڑے یاد کروانے پر اتنی توجہ تھی کہ جب بھی امی جان کو بتانا کہ یاد کر لیا ہے تو ان کا فقرہ جو ہم سب بہن بھائیوں کو یاد ہے وہ یہ ہوتا کہ 5 دفعہ، 7 دفعہ بلکہ 10 دفعہ اور کہہ لو تب سونے کی اجازت ملتی اور اسی طرح دعائیں، بلکہ ہمیں ناصرات الاحمدیہ اور بھائیوں کو اطفال الاحمدیہ کے سلیبس یاد کرواتیں اور اجتماعات کے مقابلہ جات میں ہر مقابلے میں شامل ہونے کے لئے خود تیاری کرواتیں۔

امی جان اور ابو جان نے ہمیں بہت چھوٹی عمر سے ہی قرآن پاک سے بے انتہا محبت سکھائی۔ نمازوں میں باقاعدگی اور وقت پر پڑھنے کی تلقین، امی جان کی کوشش ہوتی تھی کہ ہم سب بہن بھائیوں کو سکول کی تعلیم شروع ہونے سے پہلے قرآن پاک ناظرہ کا پہلا دور مکمل کروایا جائے اور اس میں وہ کامیاب بھی رہیں 4 اور 5 سال کی عمر تک قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کروا دیتی تھیں۔ وہ ہمیں بھی یہ نصیحت کرتی تھیں کہ بچوں کو قرآن کی تعلیم سکولوں کی تعلیم شروع ہونے سے پہلے دلوائی جائے تا کہ پیچھے نہ رہ جائے کیونکہ اسکولوں کے ہوم ورک اتنے زیادہ ہوتے ہیں یہ نہ ہو کہ بچے کو قرآن پاک پڑھنے کے لئے کم وقت ملے۔

سکول کے ہوم ورک ہمیں ہماری پہلی فرصت میں کرواتیں اور یہ کہ گرمیوں کی چھٹیوں میں ہم ربوہ سے کراچی جاتے کیونکہ کراچی میں ہمارا ننھیال ہوتا تھا۔ ہم سب بہن بھائیوں سے کہتیں کہ چھٹیوں کے پہلے ہفتے میں اپنا سارا ہوم ورک ختم کر لو گے تو تب ہی کراچی جائیں گے۔

خلافت اور خلیفہ وقت سے محبت اور جماعتی خدمات

خلافت اور خلیفہ وقت سے محبت اور پیار ہم میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا ہے کہ ہم ربوہ میں رہے اور ہمارے گھر کے تقریباً سامنے مسجد نصرت تھی جس کا فائدہ یہ رہا کہ پیاری والدہ محترمہ ہمیں فجر کی نماز پر ساتھ لے کر جاتیں اور پھر صبح کی سیر کا پروگرام ہوتا، پھر خلیفہ وقت سے ملاقات کروانا، ہر طرح کے مشورے کے لئے کوشش یہی ہوتی کہ حضور سے لیا جائے۔ امی جان باقاعدگی سے ہمیں خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی معزز خواتین سے ملوانے لے کر جاتیں۔ امی جان کو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و احسان سے دار الرحمت وسطی حلقہ ربوہ کی بحیثیت صدر لجنہ اماء اللہ 1976 سے لے کر 1982ء تک خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔ اس دوران سیدہ آپا ناصرہ بیگم صاحبہ (مرحومہ) صدر لجنہ ربوہ کی طرف سے آنے والا ہر سرکلر امی جان کے لئے بہت اہم ہوتا اور جیسے ہی ملتا نہ صبح دیکھتیں اور نہ شام یا رات، اسی وقت خود بھی اور اپنے حلقے کی لجنات سے کام شروع کروا دیتیں۔ جنگ کے دوران صدریاں خود بھی سیں اور حلقے کی لجنات کو سکھا کر سب کے ذمہ یہ کام لگا دیا۔ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے رضائیاں اور تکیے وغیرہ تیار کرتیں اور کرواتیں۔

مجھے یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے دار الرحمت وسطی لجنہ اماء اللہ کو فرسٹ پرائز ملتا رہا اور مجھے یاد ہے کہ ایک کتاب جو امی جان کو فرسٹ پرائز کے لئے آپا ناصرہ بیگم صاحبہ سے ملی اس پر آپ نے لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے اور آپ کو مقام محمود عطا فرمائے مجھے یاد ہے کہ ان الفاظ پر میری پیاری امی جان کتنی خوش ہوئی تھیں کیونکہ یہ الفاظ سیدہ آپا ناصرہ بیگم صاحبہ کی طرف سے تھے۔

امی جان نے ہمیں بھی قرآن پاک خود پڑھایا اور بہت سے بچے اور بچیاں امی جان کے پاس قرآن پاک پڑھنے کے لئے آتے پھر قرآن مجید ناظرہ کا پہلا دور ختم کرنے پر ان کی آمین اپنے گھر میں کرواتیں اور سب کو تحفے دیئے جاتے اس موقعہ پر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معزز خواتین بھی مدعو ہوتیں جن میں حضرت چھوٹی آپا صاحبہ، سیدہ امۃ الباسط (بی بی باچھی) صاحبہ اور آپا ناصرہ بیگم صاحبہ بھی شامل ہوتیں۔

مہمان نوازی

امی جان انتہائی مہمان نواز تھیں۔ امی جان ہر سال جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمان رشتہ داروں کے لئے نئے بستر، نئی رضائیاں اور تکیے بناتیں اور پچھلے سال والی رضائیوں کو میری امی جان ہر سال ادھیڑتی تھیں، پھر روئی تگند واتی، دوبارہ رضائیوں میں بھرتیں اور پھر رضائیاں واپس سیتیں اور اس عمل میں کچھ دن لگ جاتے مگر بہت ہی خوشی سے یہ سب کیا جاتا۔ جیسا کہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں لنگر حضرت مسیح موعودؑ سے ناشتہ اور کھانا مل جاتا تھا مگر اس کے باوجود ہر صبح ایک نیا سالن تیار کرتیں اور شامی کباب بھی اور اچار اتنا ڈالتی تھیں کہ مرتبان بھرے ہوتے تھے جبکہ آج کل کے زمانے میں شامی کباب بنانا اتنا مشکل نہیں رہا مگر اس زمانے میں شامی کباب تو بنتے ہی سل وٹے پر قیمہ پیس کر تھے اور یہ خاصا محنت طلب کام ہوا کرتا تھا۔

جب بھی کوئی مہمان گھر پر آتا کبھی اس کو چائے اور ریفریشمنٹ کے بغیر جانے نہ دیتیں اسی طرح جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے میری امی جان پہلے سے سب تیاریاں کر کے رکھتی تھیں اس کے علاوہ صبح صبح اٹھ کر ان کے لئے پانی گرم کر کے دینا کہ وہ وضو وغیرہ کریں تو ان کو ٹھنڈ نہ لگے پھر سب کے کپڑے خود دھو کر ان کے مہمانوں کے اٹھنے سے پہلے سوکھنے کے لئے ڈال دیا کرتی تھیں اگلے دن بھی یہی روٹین ہوتی اور ان کے آرام کا ہر طرح خیال رکھتی تھیں کہ یہ ہمارے نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچے غرض ہر کام کے لئے ہروقت تیار اور چاک و چوبند ہوتیں۔

الحمد للہ کہ امی جان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری اولاد کی طرف سے سرخرو کیا۔ طویل عمر عطا کی بے حد صابر شاکر مثالی ماں تھیں۔ اللہ تعالیٰ اس مشفق ماں کو اپنے پیاروں کے قدموں میں جنت کے اعلیٰ درجے عطا فرمائے ہمیں اور ہماری نسلوں کو ان کی دعاؤں کا وارث اور اپنا حقیقی عبد بنائے۔

پیاری والدہ کو غریق رحمت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

دنیا بھی اک سرا ہے، بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے

اے میرے پیارے خدا! تو ہماری والدہ سے رحمت اور مغفرت کا سلوک فرما اور میرے ابو جان اور ہم سب بہن بھائیوں کو بھی اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹے رکھنا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اُن کی آئندہ نسلوں کو بھی اپنی رضا کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ذوالکفل اصغر بھٹی

حضرت سلطان القلم کے مقابل پر تھکی ہاری مذہبی پیشوائیت کی داستان

پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے تازہ خطبہ جمعہ فرمودہ 3/ فروری 2023ء میں امام آخر الزماں مسیح دوراں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں آسان اور سلیس زبان میں خاتم النبیین اور خاتم الکتب کی عارفانہ تفسیر سمجھاتے ہوئے فرمایا ’’ہمیں اللہ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین، خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے اور اسی طرح پر وہ کتاب اُس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ ﷺ جو خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت ختم ہوگئی تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے، ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ ﷺ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ کمالات متفرقہ جو آدم سے لے کر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے، کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی، وہ سب کے سب آنحضرت ﷺ میں جمع کر دیئے گئے اور اس طرح پر طبعاً آپ خاتم النبیین ٹھہرے۔‘‘

محترم قارئین! آج سے سوا صدی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گلا گھونٹ کر نبوت کو ختم کرنے کے جس نامناسب اور خلاف علو شانِ مصطفےٰ مفہوم لینے سے مخالفین کو منع کیا تھا آج سوا صدی کی مسافت کے بعد تھکی ہاری مذہبی پیشوائیت اس بات کا برملا اظہار کر رہی ہے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اس کے بغیر ہم احمدیت کا راستہ روک نہیں سکتے۔ اور حیرت کی بات ہے ہر گروہ دوسرے پر ناراض ہو رہا ہے کہ ’’آپ کو سمجھ کیوں نہیں آتی ختم نبوت کے وہ معنی نہ کریں اس سے قادیانیوں کو فائدہ ہو رہا ہے‘‘ ’’قبلہ! آپ ختم نبوت کی یہ تفسیر نہ کریں اس سے قادیانی جیت جائیں گے‘‘ ’’خدارا ختم نبوت کے یہ معنی کر کے قادیانیوں کو space نہ دیں‘‘۔ صرف اور صرف گھلا گھونٹ کر نبوت ختم کرنے کی سعی لاحاصل میں اب تک ’’اول الانبیاء ہونے کا انکار کر چکے ہیں۔ لولاك لما خلقت الافلاك کا بھی انکار کر دیا ہے۔ اور اب تو متیٰ وجبت لك النبوة کا بھی انکار کنت عند اللہ خاتم النبیین وان آدم بین الماء والطین اور انی عند اللہ لخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینہ کا بھی انکار کر دیا۔ آیئے! میں آپ کو اس اجمال کی تفصیل سے متعارف کرواتا ہوں۔

آج سے سوا صدی پہلے ہندوستان کی ایک چھوٹی سی بستی قادیان میں 1889ء میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے آنحضور ﷺ کی غلامی میں اور آنحضور ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق مہدی مسعود اور مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور ایک جماعت کی بنیاد رکھی۔ 23/ مارچ 1889ء میں بیعت لینے کا اعلان کیا ہی تھا کہ ہر طرف سے مخالفت کے جھکڑ چلنے لگ گئے۔ اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے، دشمن تو دشمن اپنے بھی اس سے بیگانے ہو گئے۔ ایک طرف جہاں سعید روحیں حلقہ بیعت میں شامل ہونا شروع ہوئیں تو وہیں دوسری طرف تمام فرقوں کے عمائدین کفر کے فتاویٰ کے ساتھ یک مشت اور یک جان ہو گئے۔ ہر ’’شیخ عجم‘‘ کا دعویٰ تاریخ نے نوٹ کیا کہ ’’اس فرقے کی موت میرے ہاتھوں لکھی ہے‘‘ ’’میں نے ہی اسے آسمان پر بٹھایا تھا اب میں ہی اسے نیچے گراؤں گا‘‘ ’’میرے ہی ہاتھوں قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنا لکھا ہے‘‘ وقت گزرتا گیا۔ وعدے اور دعوے بڑھتے گئے۔ 1933ء آیا پھر 1947ء آیا پھر 1953ء آیا پھر 1974ء آیا پھر 1984ء آیا اور پھر زمانہ 2023ء تک سمٹ آیا۔ تباہ و برباد کرنے کے دعوے تو پورے نہ ہوئے لیکن وہ آواز جو ایک چھوٹی سی دور افتادہ بستی سے اٹھی تھی ایک طرف تو دنیا کے شش جہت میں مثل خوشبو پھیل گئی تو دوسری طرف کا مخالف کیمپ، صرف دنیا داروں کی اسمبلیوں سے کفر کے فتاویٰ اور دائرہ اسلام سے خروج کی بھیک اکھٹی کرتے رہ گئے۔

اس پس منظر کے ساتھ جب ہم 2023ء سے پیشوائی افکار کے افق پر نظر ڈالتے ہیں تو ایک عجیب سراسیمگی کی فضا نظر آتی ہے ایک طرف جب اس جماعت کی تعداد کے بارہ میں اعلان کیا جاتا ہے تو بتایا جاتا ہے کہ یہ تو چند لاکھ ہیں اور اب اسلام آباد ہائی کورٹ میں اسے مزید REDUCE کر کے چند ہزار تک لے آئے ہیں اور دوسری طرف اس جماعت سے خوف کا یہ عالم ہے کہ پہلے بریلوی دیوبندیوں کو احمدیہ جماعت کی ختم نبوت کی تفسیر سے ڈرا رہے تھے پھر بریلوی دیوبندیوں کو ڈرانا شروع ہوئے اور اب بریلوی بریلویوں کے چلا چلا کر سمجھا رہے ہیں۔ عجیب نفسا نفسی بنی ہوئی ہوئی ہے۔

ختم نبوت کے کوئی ایسے نئے سے معنے بنانے کی جد و جہد میں جو کسی طرح سے احمدیت کا راستہ روک سکیں فیصل آباد اور لاہور کی بریلوی دنیا کے ’’فخرین اسلاف اور کنوز الاعمال علماء‘‘ اور ان ’’پہاڑوں جیسے علماء‘‘ کے حامیان، اور شاگردان اور ان کے گروپ ایک دوسرے سے بری طرح دست و گریبان ہیں۔ ایک دوسرے کو للکارنے اور پھر مناظروں اور مباحثوں کے لئے مدرسوں اور ان کے پنڈالوں کی تیاریاں۔ اور ایک دوسرے پر قادیانی نواز کے تبرے۔ ایک قیامت ہے جو سوشل میڈیا پر دیوبندی دنیا کے بعد اب بریلوی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے۔ آیئے آپ کو مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۣاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ کی عملی تصویر دیکھاتا ہوں۔

احمدیوں کو تو پسنا چاہئے تھا مگر یہ ابھر رہے ہیں

4/ جون 2018ء کو فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے بریلوی دنیا کے شیخ الحدیث و امام المناظرین جناب سعید احمد اسد صاحب نے ایک وفد کے ساتھ دیوبندی شیخ الحدیث مولانا الیاس گھمن صاحب سے ان کے دفتر میں ملاقات کی۔ اس ملاقات کی ویڈیو یوٹیوب پر موجود ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ ’’یہاں آنے کا واحد مقصد یہ ہے کہ اس وقت ملک میں دین دشمن لابیاں بڑی تیزی سے سرگرم عمل ہیں۔۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ قادیانی پستے مگر وہ ابھر رہے ہیں اور ان کو اُبھارا بھی جارہا ہے اور جو لوگ ان باطل چیزوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں وہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ آگے پھر ان کی اتحاد اور مل جل کر کام کرنے کی اپیل ہے۔

بریلویو! ہمیں احمدیت کا راستہ روکنے کے لئے آپؐ کے اول الانبیاء ہونے کا انکار کرنا ہو گا۔۔ دیوبندی مولوی صاحب کی اپیل

اسی دوران ایک دیوبندی مولوی صاحب نے بریلویوں کو مخاطب کرتے ہوئے سمجھایا کہ اگر احمدیوں کا راستہ روکنا ہے تو ملاقاتوں سے کچھ نہیں ہوگا اپنی ختم نبوت کی تفسیر بدلنا ہوگی ہمیں آپ ﷺ کے اول الانبیاء ہونے کا انکار کرنا ہوگا۔ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب اپنی تقریر میں اس ویڈیو کلپ کو پیش کرتے ہیں۔ دیوبندی مولوی صاحب جماعت احمدیہ کے علم کلام سے ڈراتے ہوئے تجویز دے رہا ہے اور سوال پوچھ رہا ہے آپ کہتے ہو آپ ﷺ کو نبوت اس وقت ملی جب آدمؑ مٹی گارے میں تھے۔ آدم کو نبوت بعد میں ملی۔ نوح کو نبوت بعد میں ملی۔ موسیٰ کو نبوت بعد میں ملی۔ عیسیٰ کو نبوت بعد میں ملی۔ ایک لاکھ 24 ہزار انبیاء کو نبوت بعد میں ملی اور ان سب نبیوں سے پہلے نبوت محمد مصطفےٰ ﷺ کو ملی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر سب سے پہلے آپ ﷺ کو نبوت ملی تو ختم نبوت کا کیا معنیٰ ہوا؟ پھر تو آپ ﷺ پہلے نبی ہوئے آخری کیسے بن گئے؟ اگرچہ یہ عقیدہ ہے کہ جب آپ ﷺ کو نبوت مل گئی تو آپ کے بعد اب نیا نبی کوئی نہیں بن سکتا۔ قادیانی نے کہا ایک نبی میں بعد میں آیا۔ انہوں نے کہا اگر ایک مانیں تو وہ ہے ختم نبوت کا منکر اور جو سوا لاکھ مانے وہ ختم نبوت پر دھرنا دے رہا ہے۔ میں نے یہ مسئلہ چلایا تھا کہ جب تم سب سے پہلا نبی مانتے ہو تو خاتم النبیین اور آخر النبیین کے منکر بن جاتے ہو۔ جب میری یہ بات ان بریلویوں کے مولویوں تک پہنچی تو سرگودھا کا ایک شیخ الحدیث جو سیالوی بھی ہے اس کو اس بات کی سمجھ آ گئی اور فیصل آباد کا ایک سعید اسد ہے اس کو بھی بات سمجھ آ گئی۔ انہوں نے کہا کہ یار! بات تو واقعی تیری درست ہے ہم تو آخری نبی نہیں مانتے اس اشرف سیالوی نے پھر ایک کتاب لکھی کہ نبی کریم ﷺ کو نبوت 40 سال کی عمر میں ملی۔ وہ سعید اسد اور اشرف سیالوی انہوں نے کہا کہ ’’تم جو پہلا نبی مانتے ہو تم ختم نبوت کے منکر ہو۔ آج بریلویت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی ہے۔ میں نے کہا مولویو! جب آپ کو اس وقت نبوت ملی تھی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ سوا لاکھ نبی کو نبوت آپ ﷺ کے بعد ملی بتاؤ پھر ختم نبوت کا کیا معنی ہے؟‘‘ احمدیت کا راستہ روکنے کا کیا خوبصورت حل نکالا ہے۔ مالھا من قرار کا سفر جاری ہے۔

ہمیں احمدیت کا راستہ روکنے کے لئے آپؐ کے اول الانبیاء ہونے کا انکار کرنا ہوگا۔ آپ کو بات سمجھ کیوں نہیں آرہی؟ ایک بریلوی مولوی کی دوسرے بریلویوں کو اپیل

فیصل آباد کے بریلوی امام المناظرین کو دیوبندی عالم کی یہ تجویز پسند آ گئی کہ احمدیت کا راستہ روکنے کا آسان حل یہی ہے کہ آپ ﷺ

کے اول الانبیاء ہونے کا انکار کر دیا جائے مگر لاہور سے تعلق رکھنے والے بریلوی دنیا ہی کے ''کنزالعمال، فخر اسلاف،'' جناب ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب ان کے خلاف آڑے آگئے۔ دونوں میں شدید ٹھن گئی۔ دونوں صاحبان بڑے بڑے مدرسوں کے مہتمم صاحبان بھی ہیں۔ دونوں کے ہزاروں شاگرد ہیں۔ بزرگوں میں ٹھنی تو شاگردوں میں بھی ٹھن گئی۔ دونوں طرف سے مورچے بن گئے اور یوٹیوب پر اکابرین کے کلپس کے ساتھ ساتھ ان کے شاگردوں نے بھی میدان سجالیا۔ مناظروں کے چیلنج در چیلنج یوٹیوب کا حصہ بننے لگے۔ 23/ جولائی 2019ء کی ڈاکٹر جلالی صاحب کی ویڈیو کے جواب میں جناب سعید احمد اسد کی درد بھری اپیل سنیئے اور پھر بتائیے احمدیت کا نام لے کر ایک مولوی دوسرے مولوی کو کیوں ڈراتا ہے۔ فرمایا ''حضرت صاحب آپ کو کیوں سمجھ نہیں آرہی؟ آپ قادیانیوں کو تقویت دے رہے ہیں۔ اس سوال کا آپ کے پاس کیا جواب ہے کہ سرکار تو ازلی نبی تھے پھر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بعد میں آئے اور ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑا تو ایک مرزا قادیانی کے آنے سے نبوت میں کیسے فرق پڑتا ہے؟ آپ قادیانیوں کو خدارا SPACE نہ دیں۔ میری خواہش ہے کہ بزرگ درمیان میں آئیں اور ہماری بات سنیں کہ کس طرح قادیانیوں کو دعوت دی جارہی ہے۔ آپ کو ابھی تک سمجھ نہیں آئی؟؟ آپ خاتم النبیین کے کیا معنی کرتے ہیں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے تو یہ معنی کیا درست ہے؟ یہی تو قادیانی پورا زور لگاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تم کہتے ہو کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو پھر جناب عیسیٰؑ کیسے آئیں گے؟ تو تمہاری بات کہنے سے قادیانیوں کو SPACE ملتی ہے۔ جو بات میں کہتا ہوں (معنی اول الانبیاء کا انکار) اُس سے قادیانیت کا دروازہ بند ہوتا ہے۔''

خدارا جاگیئے اور اپنی ختم نبوت کی تفسیروں کو نئے سرے سے سوچیے ورنہ احمدیت کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوگا

پھر 25/ جولائی 2019ء کو آپ نے ایک اور درد بھری اپیل بریلوی دنیا کے سامنے رکھی کہ خدارا جاگئے اور اپنی ختم نبوت کی تفسیروں کو نئے سرے سے سوچیے ورنہ احمدیت کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوگا۔ احمدیت کا دروازہ بند کرتے ہوئے مولوی صاحب کی مالھامن قراد کی ایک اور تصویر دیکھیے۔ فرمایا ''خاتم النبیین کا مطلب ہے آخر من نُبّی اور مرزائی کیا ترجمہ کرتے ہیں کہ نبیوں کی مہر۔یعنی جس کی مہر لگ کے آگے نبی بنیں۔ تو پھر سوچیے ہماری تقریروں نے کیا اسلام پھیلانے میں اضافہ کیا ہے یا مرزائیت کو فائدہ پہنچایا ہے تو خدا کے لئے میں ان سے ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہوں کہ جب میں ختم نبوت کا مسئلہ بیان کرتا ہوں تو میری سوچ کو سوچو (یعنی احمدیت کا دروازہ بند کرنا ہے چاہے کوئی عقیدہ ختم کردو) میں ختم نبوت کا محافظ بن کر کھڑا ہوں۔''

آپؐ کو اول الانبیاء ماننے والے سارے ختم نبوت کے مخالف ہیں۔ احمدی دروازہ بند کرنے کے لئے آخری اپیل

پھر 27/ جولائی 2019ء کو مولانا سعید احمد اسد صاحب نے ناسمجھ بریلوی علماء کی آنکھیں کھولنے کے لئے احمدیت کی ترقیات سے ڈراتے ہوئے یہ اعلان فرمادیا کہ ''جو یہ کہتا ہے کہ آپ ﷺ کو سب سے پہلے نبی بنایا گیا وہ ختم نبوت کے غدار ہیں۔ اگر آپ ﷺ کو نبوت ملی تھی عالم ارواح میں تو جناب آدمؑ کو تو آپ ﷺ کے بعد ملی۔ جناب نوحؑ کو جناب ابراہیمؑ کو نبوت آپ ﷺ کے بعد ملی جناب موسیٰؑ کو تو آپ کے بعد ملی اور جناب عیسیٰؑ کو بھی بعد میں ملی۔ ان ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو نبوت سرکار ﷺ کی نبوت کے بعد ملی اور جناب اعلیٰ حضرت احمد رضاخان بریلوی سرکار کیا فرماتے ہیں کہ جو آپ ﷺ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے تو وہ کافر و محلہ فی النار۔''

اول الانبیاء کا انکار کروانا یہ دیوبندی سازش ہے۔۔۔بریلوی عالم دین کی دوسرے بریلوی عالم دین کے خلاف بریلویوں کو وارننگ

31/ جولائی 2019ء کو جناب ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب کے دو کلپ یوٹیوب کا حصہ بنے اور آپ نے جناب سعید احمد اسد صاحب اور ان کے کیمپ کو دیوبندی سازش کا شکار بتا کر مالھامن قراد کے ایک اور روپ کو ہمارے سامنے پیش کر دیا۔ فرمایا ''اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ جن جملوں سے وہ دیوبندی اہل سنت کو معاذ اللہ منکر ختم نبوت گردان رہا ہے اور طعنے دے رہا ہے وہ جملے ہو بہو آج زبان مولانا سعید احمد اسد کی ہے اور جملے اس دیوبندی کے ہیں۔ یہ تو دیوبندیوں کا قول ہے کہ اگر آپ ﷺ اول النبیین ہیں تو آپ خاتم النبیین نہیں ہو سکے۔ ان لفظوں پر دیوبندی اپنے گھروں میں جشن منا رہے ہیں۔ سُنیوں! یہ دیوبندیت پھیلائی جارہی ہے یہ وہابیت پھیلائی جارہی ہے۔ ابن تیمیہ کی زبان پھیلائی جارہی ہے اور مہرہ بنا ہوا ہے یہ بریلوی۔''

پھر مولانا سعید احمد اسد کے ایک اور کلپ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ''آج کے کلپ میں انہوں نے بڑا زور لگایا ہے کہ جو اول ہوتا ہے وہ آخر نہیں ہوتا اور جو آخر ہوتا ہے وہ اول نہیں ہوتا مگر یہ کہ جب تم رسول کریم ﷺ کو اول الانبیاء کہتے ہو تو پھر آخر الانبیاء کیسے مان سکتے ہو۔ پھر یہ کہتے (مولانا سعید اسد صاحب) ہیں کہ قرآن کہتا ہے کہ آخری نبی اور حدیث کہتی ہے اول النبی۔ اب اول اور آخر تو ضدیں ہیں جو اول ہوتا ہے وہ اس اعتبار سے آخری نہیں ہوتا اور آخر ہوتا ہے وہ اس اعتبار سے اول نہیں ہوتا۔

پھر جلالی صاحب نے سعید اسد صاحب کا ایک پرانا کلپ چلایا اور فرمایا کہ آج میں نئے سعید اسد کو پرانے سعید اسد کے سامنے کھڑا کر رہا ہوں۔ پھر ان کا پرانا کلپ چلایا جس میں آپ دیوبندیوں کو للکارتے ہوئے فرماتے ہیں ''آپ اول بھی سرکار ہیں اور آخر بھی سرکار ہیں۔ مولوی نانوتوی صاحب نے جو معنی کیا ہے وہ یہ ہے کہ خاتم النبیین وہ ہے جس سے فیض لے کر دوسرے نبی بنیں خلاصہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کون ہوتا ہے جس کے فیض سے دوسرے نبی بنیں۔ مرزا (حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام) نے کیا کہا کہ جس کی مہر لگ کر نبی بنیں اور یہ ترجمہ کہاں سے لیا اسی تحذیر الناس سے کہ خاتم النبیین کا مطلب جس کے فیض سے نبی بنیں۔۔ آغاز بھی اعزاز کی بات ہے اور اختتام بھی۔ لیکن آغاز آغاز اور اختتام اختتام میں فرق ہوتا ہے جو پہلے آئے وہ بعد میں تقریر نہیں کرتا اور جو آخر پر آئے وہ پہلے تقریر نہیں کرتا لیکن نبی کریم ﷺ وہ ہیں جو اول بھی ہیں اور آخر بھی''

یوں دیوبندی اثر کے تحت بریلویت کا ایک کیمپ اس درجہ تک کھسک آیا ہے کہ احمدی احباب سے مناظرہ جیتنے کے لئے ضروری ہے کہ پرانی تمام تفسیریں، تمام تشریحات تمام معنی، یعنی آخری نبی۔۔افضل نبی۔۔نبیوں کی مہر۔وغیرہ سب کینسل کر کے نیا معنی یعنی بالکل نیا نکور معنی اختراع کیا جائے۔۔آخر من نُبّی۔۔۔یعنی جس کو سب سے آخر میں نبی بنایا گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بغیر کسی بھی طرح سے ہم احمدی معنوں کو نہ جھٹلا سکتے ہیں اور نہ ان کا راستہ روک سکتے ہیں۔ اب ظلم یہ ہوگیا کہ مولانا سعید احمد اسد کے جوڑے ہوئے ہاتھ اور ترلے اور تُرلانے کے باوجود نہ صرف باقی بریلویوں نے یہ ''خدمت اسلامی'' قبول نہیں کی بلکہ اُلٹا انہیں ہی ختم نبوت کا منکر قرار دے دیا ہے۔

جس طرح زیادہ بارش رحمت سے زحمت بن جاتی ہے اسی طرح اب نبوت ختم ہونا رحمت ہے ورنہ (نعوذباللہ)۔۔۔

''5/ ربیع الاول 1444ھ مطابق 2/اکتوبر 2022ء کو گلستانِ انیس، شہید ملت روڈ کراچی میں تحفظِ ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا، جس میں نائب رئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن مولانا احمد یوسف بنوری نے بعنوان ''حق و باطل کی آویزش میں ختم نبوت اُمت کی آخری پناہ گاہ'' خطاب فرمایا، آپ کا یہ خطاب ادارہ بینات نے تحریری صورت میں شائع کیا ہے۔ آپ ختم نبوت کی مثال دیتے ہوئے سمجھاتے ہیں کہ دیکھو! بارش تو نعمت خداوندی ہے اگر ایک حد تک ہو اور اگر زیادہ ہوجائے تو کیا ہوتا ہے زحمت بن جاتی ہے تو اس لحاظ اب نبوت کا رکنا ہی رحمت ہے ورنہ۔۔۔استغفراللہ۔ آپ کا پورا بیان پیش خدمت ہے:

''عزیزانِ گرامی! قادیانیت نے یہ فریب دیا کہ نبوت ایک خدائی نعمت ہے، جسے جاری رہنا چاہیے، مگر انہیں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ بارش نعمت ہے، رحمت ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ بارش زحمت کیسے بن جاتی ہے! ہم جانتے ہیں کہ دھوپ اللہ کی نعمت ہے، جب وہ ایک خاص موقع میں ایک خاص مناسبت سے اپنی جلوہ سامانیاں دکھائے، یہی دھوپ اپنی حدود سے بڑھ جائے اور بے وقت ہوجائے تو یہ دھوپ زحمت بن جاتی ہے، یہی روشنی انسانوں کو راہ دکھانے کا باعث بنتی ہے، جب وہ ایک خاص زاویے سے بڑھے اور راستہ دکھائے اور اگر یہ روشنی آپ کی آنکھوں کا رخ کرلے تو آنکھیں چندھیا جاتی ہیں، جو صلاحیت موجود بھی ہے وہ بھی نکل جاتی ہے۔ نبوت، پیغمبریت اور اللہ تعالیٰ کا شرفِ کلام، اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی رحمت تب تھے جب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے تھے، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے تھے، ورنہ اس کا ختم اور مکمل ہوجانا اُمت کے لیے غیر معمولی رحمت ہے۔

(ماہنامہ بینات نومبر 2022ء)

بقیہ صفحہ 16 پر

انصر عباس۔ مبلغ انچارج و صدر جماعت ساؤتومے اینڈ پرنسپ

سائیکل سفر خدام الاحمدیہ ساؤتومے اینڈ پرنسپ

یوم مصلح موعود کے حوالے سے مؤرخہ 18/ فروری 2023ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدام الاحمدیہ ساؤتومے نے ایک سائیکل سفر کا اہتمام کیا۔ اس سائیکل سفر کا مقصد دارالرحمت (ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کی طرف سے قائم کردہ لاوارث بوڑھوں کی دیکھ بھال کے مرکز) میں موجود بزرگان کی خبر گیری اور اظہار ہمدردی تھا۔ اس سائیکل سفر کے لئے تقریباً دو ہفتے قبل خدام الاحمدیہ نے تیاری شروع کر دی۔

17/ فروری کو تمام خدام سے میٹنگ کی گئی اور ان کو سائیکل سفر کے متعلق تفصیلی ہدایات دی گئیں۔ کچھ خدام کو سیکیورٹی اور دیگر انتظامات کی نگرانی سونپی گئی۔ یہ تمام خدام اس رات مشن ہاؤس میں سوئے تا علی الصبح نماز فجر کے بعد سے ہی تیاری کر کے سائیکل سفر کا آغاز کیا جا سکے اور دن کو گرمی زیادہ ہونے سے پہلے پہلے منزل مقصود جو کہ وہاں سے 35 کلومیٹر دور ایک شہر الماش (ALMAS) پہنچا جا سکے۔

18/ فروری کو نماز فجر اور درس کے بعد تمام خدام اپنی اپنی سائیکل لے آئے۔ پھر خاکسار انصر عباس مبلغ انچارج و صدر جماعت احمدیہ ساؤتومے نے ہدایات دیں اور دعا اور صدقہ سے اس سائیکل سفر کا آغاز کیا۔ اس سفر میں پولیس کے دو موٹر سائیکل سکواڈ کر رہے تھے۔ پہلا سٹاپ نیوش سے 14 کلومیٹر دور گواڈالوپ شہر تھا۔ جہاں جماعت گواڈالوپ کے احباب نے سائیکل سواروں کو خوش آمدید کہا اور تمام سائیکل سواروں کو ریفریشمنٹ دی۔ اس کے بعد یہ قافلہ شہر ساؤتومے کی طرف روانہ ہوا جو کہ گواڈالوپ سے 12 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ ساؤتومے شہر کے شروع میں کیتھولک چرچ کی طرف سے ایک اولڈ ایج ہوم ہے۔ خدام ان بزرگوں کو سلام کرنے کے لئے رکے اور ان کو خدام نے جوس اور بریڈ پیش کی۔ کیتھولک اولڈ ایج ہوم میں خاتون اول صدر مملکت کارلوش ویلا نووا کی اہلیہ محترمہ فاطمہ ویلا نووا اور اولڈ ایج ہوم کی ڈائریکٹرس نے خدام کو خوش آمدید کہا۔ نیشنل ٹیلیویژن نے ان کے انٹرویوز کئے۔ پھر وہاں سے یہ قافلہ اپنی حتمی منزل الماش کی طرف روانہ ہوا جو کہ وہاں سے تقریباً 11 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت مکرم سلیمان یوسف صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم عبداللہ صاحب صدر خدام الاحمدیہ ساؤتومے نے اپنی تقریر میں تمام خدام کو مبارک باد دی۔ کہ ہم یہاں ایک خاص مقصد لے کر آئے ہیں اور وہ مقصد دارالرحمت میں رہنے والے ہمارے بزرگان کی خبر گیری اور اظہار ہمدردی ہے۔ ہم ان سے ملنے اور یقین دہانی کرانے آئے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ ہمارے والدین کی جگہ پر ہیں۔ ہمارے لئے عزت کا مقام ہے کہ ہم آپ لوگوں کی دعائیں لینے یہاں تک سائیکل چلا کر آئے ہیں۔

اس کے بعد خاکسار نے اپنی تقریر میں کہا کہ حضرت مصلح موعود نے خدام الاحمدیہ کا قیام اسی غرض سے فرمایا تھا کہ نوجوان قوم کی خدمت کریں۔ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ آج یوم مصلح موعود کے حوالے سے یہ پروگرام منعقد کر کے نوجوانوں نے اس ملک میں تبدیلی کا ثبوت ہے جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ یہاں خدام دارالرحمت میں بزرگان سے ملنے آئے ہیں۔ یہ نوجوان اس معاشرہ سے تعلق رکھتے ہیں جہاں لوگ بوڑھوں کو بدروحیں کہہ کر ان کی موجودگی کو اپنی ترقی کے لئے خطرہ جانتے ہیں اور ان کی خدمت نہیں کرتے۔ رسول پاک ﷺ نے جنت ماں کے قدموں کے نیچے قرار دی۔ اگر ہم اپنی نجات چاہتے ہیں تو ماں باپ کی خدمت کریں۔ آج خدام الاحمدیہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وقت بدل رہا ہے اب ان بزرگان کو بھی ان کا عزت والا مقام

دیا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ ان تمام خدام کے اموال و نفوس میں برکت دے اور آئندہ بھی اس طرح کی ایکٹیویٹی کرنے کی توفیق ملتی رہے۔ دعا کے بعد سب نے بزرگان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا اور کیک کاٹا۔ اس پروگرام میں علاقے کے میئر کے نمائندہ، سپورٹس منسٹر کے نمائندہ اور خاتون اول نے شرکت کی۔ خاتون اول نے خدام کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں کا یہ اقدام ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ ہمارے معاشرے میں لوگ بوڑھوں کو بدروحیں کہتے ہیں۔ نوجوانوں نے نیک نمونہ دکھاتے ہوئے بوڑھوں کی خدمت کا عزم کیا ہے۔

اس سائیکل سفر کو ساؤتومے کے نیشنل ٹیلی ویژن نے کوریج دی اور اگلے دن کے خبرنامے میں 4 منٹ کی خبر چلائی۔

رپورٹ: بشارت احمد شاہد۔ نمائندہ الفضل آن لائن لٹویا

جماعت احمدیہ لٹویا کی طرف سے وقار عمل

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ لٹویا کے ممبران کو ایک اور اجتماعی وقارعمل کی توفیق ملی ہے۔ جماعت احمدیہ ہمیشہ خدمت خلق اور خدمت انسانیّت کے میدان میں پیش پیش رہتی ہے۔ امام الزّمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنے ماننے والوں کو یہی خوبصورت پیغام دیا تھا۔ ’’مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است۔‘‘

ایک روز ہم لٹویا کے دارالحکومت Riga سے تقریباً 50 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع Sigulda کے علاقے میں واقع ’’Gauja socialas aprupes māja‘‘ نامی ایک کیئر سینٹر کو امدادی سامان دینے گئے تو اس ادارے کی سربراہ Andra Balanenkova صاحبہ نے اس بات کا ذکر کیا کہ یہاں بہت ضعیف اور بوڑھے لوگ رہتے ہیں۔ اُن کے رہائشی کمروں کو رنگ و روغن کئے ہوئے کئی برس ہو چکے ہیں اور کمرے بہت ہی پُرانے لگ رہے ہیں۔ یہاں یورپ میں مرمت کا کام اور مزدوری بہت مہنگی پڑتی ہے اور ہمارا ادارہ یہ اخراجات برداشت نہیں کر سکتا۔

خاکسار نے اُن کو تسلّی دی کہ جماعت احمدیہ کے افراد وقارعمل کے ذریعہ یہ خدمت سرانجام دیں گے۔ چنانچہ ہم نے پہلے جماعت کی طرف سے پینٹ اور پینٹ کرنے کا سامان وغیرہ خرید کر دیا اور پھر 18/ اکتوبر 2022ء کو ہم 6 افراد وقارعمل کے لئے گئے اور 6-7 گھنٹے تک دو کمروں کو پینٹ کیا۔ ان کمروں کی رہائشی بزرگ عورتیں بہت خوش تھیں۔ اس ادارے کے کارکنان بار بار آ کر ہمارے کام کو دیکھ رہے تھے اور بڑی ممنونیّت کا اظہار کر رہے تھے۔ جماعت احمدیہ کے اس خوبصورت وقارعمل کو دیکھ کر ہر بندہ ہی خوشی و مسرّت کا اظہار کر رہا تھا۔ سب لوگوں نے ہی جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیّت کو بہت سراہا۔

اس کیئر سنٹر کی ڈائریکٹر محترمہ Andra Balanenkova صاحبہ نے بھی احمدیہ مسلم جماعت لٹویا اور اس وقارعمل میں حصّہ لینے والے تمام ممبران جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

ہمارے وقارعمل پر خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ایک سوشل ورکر محترمہ Ligita Steina صاحبہ نے کچھ تصاویر اپنے فیس بُک Page پر شیئر کرتے ہوئے Latvian زبان میں لکھا:

’’ہم ’’ایسوسی ایشن احمدیہ مسلم جماعت لٹویا‘‘ کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے پینٹ کا سامان بھی مہیا کیا اور بورڈنگ ہاؤس کی دیواروں کو پینٹ کر کے بھی دیا۔ اب وہاں کمرے کافی روشن ہو گئے ہیں۔‘‘

اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لٹویا میں بھی اسلام احمدیّت کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ الحمد للہ

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا کہ وہ اس وقارعمل میں حصّہ لینے والے تمام احباب جماعت کو جزائے خیر دے اور اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ مسلمہ لٹویا کی ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور جماعت کو زیادہ سے زیادہ توفیق دے کہ وہ دُکھی انسانیّت کے دُکھ درد بانٹ سکے۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: ختم نبوت کی تفسیر ...... از صفحہ 14

(یہ مضمون آپ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کی ویب سائٹ پر نومبر 2022ء میں بھی دیکھ سکتے ہیں)

مولانا احمد یوسف بنوری صاحب تو ''زحمت'' تک ہی زبان روک گئے ہیں مگر جناب مولانا مودودی صاحب 1953ء کے ہنگاموں میں جماعت کے خلاف ''ختم نبوت'' نامی کتابچہ لکھتے ہوئے نبوت کے لئے لعنت تک پہنچ گئے۔

''نئی نبوت اب امت کے لیے رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے''

آپ جناب اپنی کتاب ''ختم نبوت'' میں زیرعنوان ''نئی نبوت اب امت کے لیے رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے'' کے تحت فرماتے ہیں:

''ختم نبوت امت مسلمہ کے لیے اللہ کی ایک بڑی رحمت ہے جس کی بدولت ہی اس امت کا ایک دائمی اور عالمگیر برادری بنا ممکن ہوا ہے۔اس چیز نے مسلمانوں کو ایسے ہر بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہوسکتا ہے۔''

(صفحہ 44)

یعنی امتی نبی۔ امام مہدی، یا کسی بھی آسمانی مصلح کے انکار کی برکت سے ہی یہ تحفہ امت کو مل سکتا تھا۔اور اگر یہ دروازہ بند نہ کیا جاتا تو یہ آزادی کیسے ممکن تھی۔کہ جو چاہے عقیدہ رکھو اور جس چاہے فرقہ میں رہو۔چنانچہ آپ مزید فرماتے ہیں:

''یہ وحدت امت کو کبھی نصیب نہ ہوسکتی تھی اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا کیونکہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔''

(صفحہ 44)

کسی امتی نبی کی آمد سے امت مسلمہ کو کیا فائدہ ہوگا؟ سوائے اس کے کہ تفرقہ سازی جیسی مکروہ رسم کو ہی مزید ہوا ملے گی...آپ مزید غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کسی بھی نئے مصلح کی آمد کا کوئی مفید حاصل تو ہونہیں سکتا ماسوائے اس کے کہ وہ تفرقہ سازی میں مزید اضافہ کرنے والا ہوگا۔ اور ہمارے موجودہ فرقوں اور ہمارے موجودہ عقائد کے خلاف ردعمل ظاہر کرنے کی وجہ سے ہم اہل ایمان کی وحدت کو توڑنے والا ہی ہوگا۔اس لیے آپ فرماتے ہیں:

''آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہہ دے گی نبوت کا دروازہ بند ہوجانا چاہیے تا کہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لیے (تمام فرقوں کے ناقل) اہل ایمان کی ایک ہی امت بن سکے۔اور بلا ضرورت نئے نئے نبیوں کی آمد سے اس امت (بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث، اہل قرآن، اہل تشیع وغیرہ) میں بار بار تفرقہ برپا نہ ہوتا رہے۔''

(صفحہ 45)

کفروایمان کی کشمکش سے مکمل آزادی

یوں آپ آخری فیصلہ کے طور پر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اگر صرف کہیں امتی نبی یا واجب الاطاعت مصلح کی آمد کا انکار کردیا جائے تو حتمی طور پر ایک Long life رحمت کے طور پر یہ بات بھی ہاتھ آجاتی ہے کہ اس طرح سب فرقوں کے سب عقائد مشرف بہ اسلام ہوجائیں گے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''اس کی رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے بندوں کو کفروایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انہیں ایک امت نہ بننے دے۔''

(صفحہ 45)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے ہی علماء کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مسلمانو! آؤ خدا سے شرماؤ اور یہ نمونہ اپنی مولویت اور تفقہ کا مت دکھلاؤ۔مسلمان تو آگے ہی تھوڑے ہیں تم ان تھوڑوں کو اَور نہ گھٹاؤ اور کافروں کی تعداد نہ بڑھاؤ۔اور اگر ہمارے کہنے کا کچھ اثر نہیں تو اپنی تحریرات مطبوعہ کو شرم سے دیکھو اور فتنہ انگیز تقریروں سے باز آؤ''

(ازالہ اوہام حصہ دوئم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 422)

فقہی کارنر

ذاتی دلچسپی کی وجہ سے قرآن کو بدنام نہ کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اس خوبصورت نمونہ پر، اس اسوہ پر عمل کرتے ہیں؟ بعض ایسی شکایات بھی آتی ہیں کہ ایک شخص گھر میں کرسی پہ بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے، پیاس لگی تو بیوی کو آواز دی کہ فریج میں سے پانی یا جوس نکال کر مجھے پلادو۔ حالانکہ قریب ہی فریج پڑا ہوا ہے خود نکال کر پی سکتے ہیں۔ اور اگر بیوی بچاری اپنے کام کی وجہ سے مصروفیت کی وجہ سے یا کسی وجہ سے لیٹ ہوگئی تو پھر اس پر گرجنا، برسنا شروع کر دیا۔ تو ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہمیں آنحضرت ﷺ سے محبت ہے اور دوسری طرف عمل کیا ہے۔ ادنیٰ سے اخلاق کا بھی مظاہرہ نہیں کرتے۔ اور کئی ایسی مثالیں آتی ہیں جو پوچھو تو جواب ہوتا ہے کہ ہمیں تو قرآن میں اجازت ہے عورت کو سرزنش کرنے کی۔ تو واضح ہو قرآن میں اس طرح کی کوئی ایسی اجازت نہیں ہے۔ اس طرح آپ اپنی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے قرآن کو بدنام نہ کریں۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 452)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

کامیابی کا راز

کامیابی کے لئے مسلسل محنت سچی لگن اور غیر متزلزل ارادے کا ہونا ضروری ہے۔ پھر اللہ پر کامل یقین رکھیں وہ رحیم ہے۔ سچی محنت کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

مرسلہ: شکیل احمد طاہر۔ قادیان

20/ مارچ 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:09	18:31
مدینہ منورہ	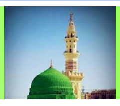	05:08	18:33
قادیان		05:12	18:40
ربوہ		04:52	18:19
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:37	18:15